عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

تفسیر لاہوری
مولانا سمیع الحقؒ کا عظیم کارنامہ

جلد: ۴۲ | ۲۵ رمضان تا ۹ شوال المکرم ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶ تا ۳۰ اپریل ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۱۵-۱۶

لیلۃ القدر
ہزار مہینوں سے افضل

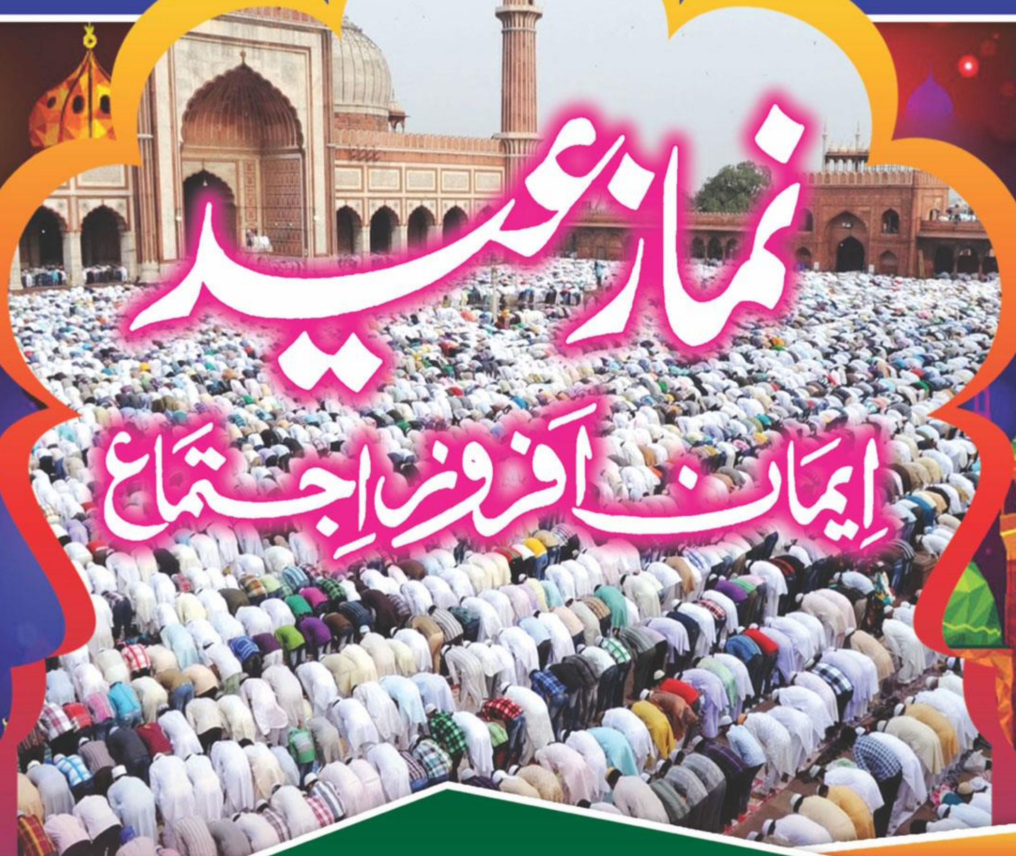


یہ آشیاں کسی شاخ چمن پہ بار نہ ہو

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

## سحری کب تک کرنا چاہئے؟

س:......سحری کے وقت کب تک کھانا پینا بند کر دینا چاہئے؟ کیا جب فجر کا وقت داخل ہو جائے یا اس سے پہلے؟ اگر چائے پی رہے ہوں، ایک گھونٹ باقی تھا معلوم ہوا کہ اذان ہو رہی ہے جلدی سے وہ گھونٹ پورا کر لیا، کیا روزہ ہوگا یا نہیں؟

ج:......فجر کا وقت شروع ہونے سے پہلے سحری کھانا پینا بند کر دینا ضروری ہے۔ اذان فجر کا وقت داخل ہونے پر ہی دی جاتی ہے، اگر اس وقت کچھ کھایا پیا تو روزہ نہیں ہوگا۔ اگر کسی سے بے خیالی میں ایسا ہو جائے تو وہ بعد میں اس روزہ کی قضا کر لے۔

## روزہ میں انہیلر کا استعمال

س:...... روزہ دار کو شوگر میں انسولین کا انجیکشن لگانے کی اجازت ہے تو دمہ کے مریض کو انہیلر کے استعمال کی اجازت کیوں نہیں؟

ج:...... کسی بھی قسم کا انجیکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اس لئے کہ انجیکشن کے ذریعہ جو دوا جسم میں پہنچائی جاتی ہے وہ رگ میں انجیکشن کے ذریعہ پہنچائی جاتی ہے جو کہ مفسد صوم نہیں ہے، کیونکہ رگ کا معدہ سے براہِ راست تعلق نہیں ہے، جب کہ انہیلر کے ذریعے دوا حلق سے نیچے اتاری جاتی ہے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے کہ حلق سے نیچے کسی چیز کا اتارنا مفسد صوم ہے۔

## کئی مستحقین کو زکوٰۃ دینا

س:......کیا زکوٰۃ کی رقم کئی مستحق زکوٰۃ کو تھوڑی تھوڑی کر کے بانٹ دینی چاہئے یا کسی ایک مستحق کو دینا ہی بہتر ہے؟

ج:...... کسی مستحق زکوٰۃ کو یکمشت اتنی رقم دے دینا کہ وہ خود صاحبِ نصاب ہو جائے مکروہ ہے، مگر زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ نصاب سے کم دے باقی کسی دوسرے مستحق کو دیدے۔ مستحق کی ضرورت کا خیال کر کے زکوٰۃ ادا کرے جو کہ زکوٰۃ دینے کا مقصد ہے۔ ظاہر ہے کہ تھوڑی تھوڑی کر کے کئی مستحقین کو دینے سے ان کی ضروریات پوری نہ ہوں گی اور وہ محتاج رہیں گے۔

## خواتین کا دورانِ اعتکاف کمرہ تبدیل کرنا

س:...... اگر خواتین آخری عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھ جائیں اور بعد میں کسی وجہ سے جگہ یا کمرہ تبدیل کرنا چاہیں تو کیا وہ ایسا کر سکتی ہیں؟

ج:...... عورت نے اپنے گھر کے جس حصے کو اپنے اعتکاف کے لئے متعین کیا ہے، اب اس کے لئے وہاں سے بغیر ضرورت طبعیہ کے نکلنا جائز نہیں ہے، اگر بھولے سے بھی نکلے گی تو سنت اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ اس لئے جگہ یا کمرہ تبدیل کرنے کی اجازت نہیں ہے، شروع سے ہی سوچ کر جگہ کا انتخاب کریں تا کہ بعد میں کوئی پریشانی نہ ہو۔

واللہ اعلم بالصواب

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ


## مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد


جلد: ۴۲ ۲۵ رمضان المبارک تا ۹ شوال المکرم ۱۴۴۴ھ، مطابق ۱۶ تا ۳۰ اپریل ۲۰۲۳ء شمارہ: ۱۵، ۱۶

## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| تفسیر لاہوری: مولانا سمیع الحق ؒ کا عظیم کارنامہ | ۵ | حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ |
| یہ آشیاں کسی شاخِ چمن پہ بار نہ ہو | ۹ | مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ |
| لیلۃ القدر... ہزار مہینوں سے افضل | ۱۲ | مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی |
| نمازِ عید... ایمان افروز اجتماع | ۱۵ | مولانا محمد ناصر خان چشتی |
| حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ | ۱۹ | ڈاکٹر عبدالرحمن رأفت پاشاؒ |
| عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور خواتین کا کردار | ۲۲ | مولوی محمد یوسف ڈیروی |
| صحابہ کرامؓ کا دفاع ختم نبوت | ۲۴ | عبدالحفیظ شاہد، واہ کینٹ |
| دعوتی و تبلیغی اسفار | ۲۶ | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |


## ضروری اعلان

عیدالفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۱۵، ۱۶ کو یکجا شائع کیا جا رہا ہے۔
قارئین کرام و ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

## زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے


## بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

## سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

## مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

## نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

## مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

## معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

## قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

## سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

## تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199


ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

# عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۳۲ (۱۳ سنہ نبوت کے واقعات)

۶:۔ابو رفاعہ رافع بن مالک بن عجلان الخزرجی العجلانی۔

۷:۔ان کے صاحبزادے رفاعہ بن رافع بن مالک، انہیں دادا کی طرف نسبت کرتے ہوئے کبھی ''رفاعہ بن مالک'' بھی کہا جاتا ہے۔

۸:۔ابولبابہ رفاعہ بن عبدالمنذر الاوسی۔

۹:۔ابوطلحہ زید بن سہل الخزرجی، اُمِّ سلیم کے شوہر۔

۱۰:۔ابوخیثمہ سعد بن خیثمہ الاوسی۔

۱۱:۔سعد بن الربیع بن عمرو الخزرجی۔

۱۲:۔ابوقیس سعد بن عبادہ بن دُلیم الخزرجی، قبیلۂ خزرج کے رئیس۔

۱۳:۔سلمہ بن سلامہ بن وقش الاوسی البدری۔

۱۴:۔ظہیر بن رافع بن عدی۔

۱۵:۔عبداللہ بن انیس الجہنی، یہ انصار کے قبیلے بنی سلمہ کے حلیف تھے۔

۱۶:۔عبداللہ بن جبیر بن نعمان الاوسی، جنگِ اُحد میں تیراندازوں کی جماعت کے یہی امیر تھے، یہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے، بلکہ شہید ہوگئے۔

۱۷:۔عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ الخزرجی، مشہور شاعر ہیں۔

۱۸:۔ابومحمد عبداللہ بن زید بن عبدربہ الخزرجی الحارثی، اَذان کے خواب والے۔

۱۹:۔عمرو بن جموح بن زید الخزرجی السلمی۔

۲۰:۔ان کے صاحبزادے معاذ بن عمرو بن جموح۔

۲۱:۔قتادہ بن زید الاوسی الظفری۔

۲۲:۔ابوالیسر کعب بن عمرو بن عباد السلمی الخزرجی۔

۲۳:۔کعب بن مالک بن عمرو السلمی الخزرجی، مشہور شاعر جو غزوۂ تبوک سے پیچھے رہنے والے تین افراد میں سے ایک تھے۔

۲۴:۔مالک بن دخشم (میم کے ساتھ)، یا ''دخشن'' (نون کے ساتھ) بن مالک الانصاری، بنوعمرو بن عوف میں سے تھے۔

۲۵:۔معاذ بن جبل بن عمرو الخزرجی الجشمی، جو علم حلال وحرام کے اِمام تھے۔

۲۶:۔معن بن عدی بن جد بن عجلان البلوی، انصار کے قبیلے بنی عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔

۲۷:۔منذر بن عمرو بن خُنیس الخزرجی الساعدی، یہ اس جماعتِ مبلغین کے امیر تھے جو بیر معونہ میں شہید ہوئے۔

۲۸:۔نعمان جنھیں ''نُعیمان'' بھی کہا جاتا ہے، بن عمرو بن رفاعہ انصاری النجاری۔

۲۹:۔ابوبردہ ہانی بن نیار البلوی، جو انصار کے قبیلہ خزرج کی ایک شاخ بنوحارثہ کے حلیف تھے، اور حضرت براء بن عازب کے ماموں ہیں، وغیرہم رضی اللہ عنہم اور خواتین میں ایک اسماء بنتِ عمرو بن عدی السلمیہ الخزرجیہ اور دُوسری اُمِّ عمارہ نَسِیبَہ (نون کے فتحہ اور سین کے کسرہ کے ساتھ) بنتِ کعب بن عمرو الانصاریۃ المازنیہ، بسا اوقات اُمِّ عمارہ کے نام کا اِشتباہ اُمِّ عطیہ کے ساتھ ہوجاتا ہے، اُمِّ عطیہ کا نام ''نُسَیبَہ'' (نون کے ضمہ اور سین کے فتحہ کے ساتھ)، یا ''نَسِیبَہ'' (نون کے فتحہ اور سین کے کسرہ کے ساتھ) بنتِ کعب الانصاریہ ہے، مگر یہ دونوں الگ الگ ہیں، عقبہ کی تیسری بیعت میں اُمِّ عطیہ نہیں بلکہ اُمِّ عمارہ شریک تھیں، رضی اللہ عنہن۔ (جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

# تفسیرِ لاہوری

## حضرت مولانا سمیع الحقؒ کا عظیم کارنامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفٰی

امام الاولیاء شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ (مئی ۱۸۸۴ء، فروری ۱۹۶۲ء) کے والد گرامی کا نام شیخ حبیب اللہ تھا جو قصبہ جلال ضلع گوجرانوالہ کے باسی تھے۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا غلام محمد دین پوریؒ بانی درگاہ قادریہ دین پور کے حکم پر مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے شیخ حبیب اللہ کی بیوہ سے نکاح کرلیا۔ یوں مولانا احمد علی لاہوریؒ اپنے سوتیلے والد مولانا عبیداللہ سندھی کی کفالت میں آگئے اور پوری تعلیم مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے حاصل کی۔ حضرت سندھیؒ، حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد رشید اور برصغیر میں حضرت شاہ ولی اللہ کے فلسفہ کے علمبردار تھے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ میں یہ دونوں نسبتیں بھی نمایاں تھیں۔ بلکہ اپنے زمانہ میں ان نسبتوں کے امین وحدی خواں تھے۔

تحریک ریشمی رومال کے نتیجہ میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ گرفتار ہوئے تو نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی سے حضرت لاہوریؒ کو گرفتار کر کے پہلے جالندھر پھر لاہور لایا گیا۔ یہ ۱۹۱۵ء کا زمانہ تھا۔ لاہور میں مختلف مقامات پر جہاں آپ رہے درس قرآن دیتے رہے۔ ۱۹۱۷ء سے مسجد لائن سبحان خان شیرانوالہ لاہور تشریف لائے اور شیرانوالہ میں درس قرآن مجید کا آغاز کیا۔ ۱۹۲۲ء میں انجمن خدام الدین لاہور کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۲۴ء میں اسی انجمن کے تحت مدرسہ قاسم العلوم کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۴۵ء میں مدرسۃ البنات قائم کیا جس میں دینی، دنیوی تعلیم کے ساتھ امور خانہ داری کی بھی تربیت دی جاتی تھی۔ ۱۹۵۵ء میں انجمن خدام الدین کے تحت ہفت روزہ ''خدام الدین لاہور'' کا اجراء کیا۔ اپنے زمانہ میں اس کی ریکارڈ اشاعت ہوتی تھی۔ جامع مسجد شیرانوالہ کی حال ۲۰۱۸ء میں نئی دیدہ زیب تعمیر ہوئی ہے جو قابل تحسین ولائق تبریک ہے۔ ۱۹۲۵ء میں حضرت لاہوریؒ نے قرآن مجید کے ترجمہ کا آغاز کیا دو سال بعد ''ترجمہ قرآن عزیز'' کے نام پر یہ ترجمہ شائع ہوگیا جو وقفہ وقفہ سے اب بھی شائع ہورہا ہے۔ البتہ اس کے ابتدائی ایڈیشن پر تقریظات کو بعد کے ایڈیشنوں میں سنسر سے گزارنے کا عمل کیا گیا۔

''رموز مملکت خسروان بداند''

حضرت لاہوریؒ جمعیۃ علماء اسلام کُل پاکستان کے بانی حضرات میں سے تھے اور اس کے پہلے امیر مرکزیہ بھی۔ ہفت روزہ خدام الدین اور ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور کے ڈیکلریشن بھی آپ کے نام تھے۔ آپ کے جانشین اور ہمارے مخدوم ومخدوم زادہ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کے دور میں یہ دونوں رسالے اور مدرسہ قاسم العلوم کا بانکپن رہا۔ آپ کی وفات کے بعد رفتہ رفتہ یہ تینوں ادارے اضمحلال کا شکار ہوئے اور اب ان کا ذکر تاریخ کا حصہ ہے۔

## حضرت لاہوریؒ کی کرامت:

فقیر راقم کو حق تعالیٰ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی غلامی کے لئے ایسے طور پر وقف کیا کہ کسی دوسرے کام کی طرف نظر کرنے کی بھی، کبھی کسی خواہش نے زور نہیں دکھایا۔ صرف اس خدمت کے علاوہ دوسرے کاموں سے گویا اپاہج (معاذ اللہ) کر دیا۔ قریباً دو سال پہلے (۲۰۲۱ء) میں نہ معلوم کیا ہوا کہ ایک ضرورت سے ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی فائلوں سے مراجعت کی ضرورت پیش آئی تو اپنے مرکزی دفتر کی مرکزی لائبریری میں جلدیں مکمل نہ پا کر شدید احساس ہوا۔ خود خدام الدین لاہور کے دفتر میں بھی مکمل فائلوں کی عدم دستیابی نے اور فکر مند کر دیا کہ آج کی کوشش سے شاید فائلیں مکمل ہو جائیں۔ چند سال بعد تو یہ سب معاملہ دسترس سے باہر ہو جائے گا۔

دیوانگی نے رفتار پکڑی لیکن اپنے کام سے منہ موڑنے میں وہ بھی ناکام رہی۔ تاہم اتنا ہوا کہ حضرت لاہوریؒ کی کرامت سے حق تعالیٰ کے کرم کا ایسا معاملہ ہوا کہ اپنے جماعتی کام کے ساتھ ساتھ خدام الدین لاہور کی فائلوں کی تکمیل کا عمل شروع ہوا، شروع کیا ہوا، حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے کرم کے دروازے کھول دیئے۔ ۱۹۵۵ء میں ہفت روزہ خدام الدین کا آغاز ہوا، اپریل ۱۹۸۵ء میں مولانا عبید اللہ انورؒ کی وفات تک کا چالیس سالہ ریکارڈ جمع ہو گیا۔ ایک سیٹ مکمل فائلوں کا ملتان دفتر کی مرکزی لائبریری میں رکھا۔ باقی ماندہ رسائل سے دوسرا سیٹ چناب نگر مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی کی بخاری لائبریری کے لئے بھجوا دیا گیا۔

پھر بھی مزید اتنا ریکارڈ جمع ہو گیا کہ ایک مکمل پک اپ خدام الدین کے سابقہ رسائل کی بھر کر خدام الدین شیرانوالہ اپنے مخدوم گرامی مولانا میاں محمد اجمل قادری کی خدمت میں ارسال کی۔ کئی کارٹن مولانا زاہد الراشدی مدظلہم کو بھجوائے گئے۔ اس دوران ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور کی فائلوں کو بھی مکمل کرنے کا عمل جاری رہا۔ خدام الدین تو حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کے اختتامی دور تک تقریباً ۹۹ فیصد مکمل ہو گیا اور ترجمان اسلام ۹۵ فیصد مکمل ہو گیا۔

حضرت مولانا عبید اللہ انور مرحوم کے وصال کے بعد دونوں رسالوں کی اشاعت میں تسلسل کا فقدان ہوا۔ پھر ناغہ پھر کبھی کبھار، پھر مکمل بندش کے سانحہ سے دوچار ہوئے۔ قارئین سوچیں گے فقیر تکرار کے ساتھ اس بات کا تذکرہ کر رہا ہے۔ اس کا باعث صرف یہ ہے کہ اپنے دور میں یہ دونوں رسائل ہمارے مسلک کے صرف ترجمان نہیں بلکہ مسلک کی آبرو شمار ہوتے تھے۔ ان کا طنطنہ آج بھی یاد آتا ہے تو حساس دل اب محرومی کے درد سے بھر جاتا ہے۔ خدام الدین کی فائلوں کے اشاریہ پر مشتمل دو جلدیں جناب صلاح الدین ٹیکسلا والوں نے شائع کر دیں اور پھر انہوں نے ان تمام رسائل کو انٹرنیٹ پر ڈالنا شروع کیا۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۸۵ء تک کا تمام ریکارڈ اب انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ سنا ہے کہ ترجمان اسلام کو بھی کوئی صاحب نیٹ پر ڈالنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ حق تعالیٰ ان کو کامرانی سے بہرہ ور فرمائیں۔

(آج ۲۲/ مارچ ۲۰۲۳ء ہے اس تحریر کے وقت ہی بہاولپور سے اطلاع آئی ہے کہ قدیم کے قریباً سو سے زائد رسائل خدام الدین کے کوئی صاحب دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں جمع کرا گئے ہیں)

۱۹۷۶ء میں حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کی خواہش پر شعبان و رمضان میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے تفسیر قرآن مجید شیرانوالہ جامع مسجد میں پڑھائی۔ پوری تفسیر کے جملہ اسباق مولانا محمد یوسف خان استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ نے تحریر کئے۔ ان کو بنیاد بنا کر آپ نے حضرت مفتی محمود صاحبؒ کے درسی افادات کو تین جلدوں میں ''تفسیر محمود'' کے نام پر مرتب کیا۔ جو مارکیٹ میں مل جاتی ہے اس میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا ترجمہ

متن نیچے درج کیا گیا ہے۔

ابھی حال (۲۰۲۲ء) میں جناب مولانا محمد زاہد انور شیخ الحدیث ومہتمم جامعہ عثمانیہ شورکوٹ ضلع جھنگ نے ’’تلخیص البیان فی فہم القرآن‘‘ کے نام سے دو جلدوں میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت شیخ لاہوریؒ کے ترجمہ قرآن عزیز کو شامل اشاعت کرکے سعادتوں کو سمیٹا ہے۔ اسی طرح حضرت لاہوریؒ کے خطبات جمعہ بھی غالباً کسی نے شائع کئے تھے۔ آپ کے ۳۲ رسائل کا ایک مجموعہ تھا جو انجمن خدام الدین لاہور کے تحت شائع ہوتا رہا۔ شاید کمپیوٹرایڈیشن بھی آ گیا ہے۔ غرض حضرت لاہوریؒ کے خطبات جمعہ، مجموعہ رسائل، ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور، ترجمہ قرآن عزیز تو الحمدللہ باآسانی یا معمولی جدوجہد سے مل جاتے ہیں۔ لیکن آپ نے اپنی زندگی میں سالہا سال قرآن مجید کی تفسیر پڑھائی۔ بلامبالغہ سینکڑوں علماء، مشائخ اور جدید تعلیم یافتہ حضرات نے آپ سے تفسیر قرآن مجید پڑھی۔ ان میں شیخ التفسیر مولانا عبداللہ بہلویؒ، قبلہ حضرت مولانا میاں عبدالہادی دین پوریؒ، مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا بشیر احمد پسروریؒ، مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ ایسے علم وفضل کے پہاڑ، شریعت وطریقت کے بحر ذخار بیسیوں کی تعداد میں شامل تھے۔

## مولانا سمیع الحقؒ کا شاہکار کارنامہ:

لیکن ان حضرات میں سے قدرت حق نے یہ سعادت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے حصہ میں لکھی تھی کہ آپ نے ۱۹۵۸ء میں چار ماہ (رمضان تا ذی الحجہ) حضرت امام لاہوریؒ سے تفسیر پڑھی اور اپنے استاذ کے درسی افادات کو قید تحریر میں لاتے گئے۔ ۲۰۱۰ء کے بعد ان کے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ حضرت امام لاہوریؒ کے تفسیری درسی افادات کو مرتب کرکے شائع کرنا چاہئے۔ پہلے تو اپنی درسی کاپیوں کو نئے سرے سے صاف کرایا۔ اس دوران بہت سارے حضرت لاہوریؒ کے شاگردوں کے تحریر کردہ تحریری درسی افادات کے مسودے مل گئے۔ ان کو صاف تحریر کرایا۔ اس مجاہدہ کے لئے مولانا محمد فہد حقانی فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کو حق تعالیٰ نے توفیق رفیق فرمائی کہ وہ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے مل گئے۔ وہ مسودہ جات کی تبییض کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق کو دکھاتے اور آپ ان پر نظر ثانی، حک واضافہ کرتے۔ یوں کئی سال کی شبانہ روز محنت سے ۲۷ پاروں پر کام ہمارے مخدوم حضرت مولانا سمیع الحقؒ نے مکمل کرلیا۔ تین پاروں پر کام رہ گیا تھا کہ وہ اللہ رب العزت کے ہاں چل دیئے۔ اس کی تکمیل ونگرانی کے لئے حضرت مرحوم کے علمی جانشین، ماہنامہ الحق کے ایڈیٹر، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اجل مدرس مولانا راشد الحق سمیع کو حق تعالیٰ نے قبول فرمایا۔

اس دوران میں دارالعلوم حقانیہ کا ترجمان ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک کا چار ضخیم جلدوں پر شاہکار نمبر بھی شائع کیا گیا اور تفسیر کے کام کو بھی ترجیحی بنیادوں پر آگے بڑھاتے رہے۔ تفسیر کا اکثر حصہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی زندگی میں کمپوز ہوکر پروف ریڈنگ اور نظر ثانی کے مراحل طے کرچکا تھا۔ اس کام کو آپ کی شہادت کے بعد بڑی تیز رفتاری کے ساتھ جاری رکھا گیا۔ تاآں کہ ’’تفسیر لاہوری‘‘ کے نام پر یہ درسی افادات حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ قریباً چھ ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں کا حامل سیٹ منصۂ شہود پر آ گیا۔

فقیر راقم نے ’’روزنامہ اسلام‘‘ میں پڑھا کہ تفسیر چھپ گئی ہے، سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر سے واپسی پر ملتان دفتر میں حضرت مولانا ارشد الحق سمیع کی عنایت سے مکمل سیٹ نے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور بخشا۔ دو دن تک اس کی ورق گردانی کا شرف حاصل کیا۔ پھر اپنے مخدوم زادہ مدظلہم کے حکم کی تعمیل میں محو قلم وقرطاس ہوگیا۔

ٹائٹل پر درسی افادات: حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، ضبط وتالیف: حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ، تکمیل ونگرانی: مولانا ارشد الحق سمیع، ترتیب وتدوین: مولانا محمد فہد حقانی کے اسماء گرامی ہیں۔ مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے اسے شائع کیا۔ جلد بندی، کاغذ، کمپوزنگ، چھپائی عمدہ ذوق کا مظہر اتم ہیں۔

قریباً پون صدی بعد درسی افادات پر مشتمل ''تفسیر لاہوری'' کا دس جلدوں پر شایان شان شائع ہونا، حضرت الامام لاہوریؒ کی کرامت اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا عظیم شاہکار کارنامہ ہے۔ اس کی اشاعت پر تمام حضرات جنہوں نے کسی بھی طور پر اس کی اشاعت میں حصہ لیا وہ سب ہزاروں ہزار مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس تفسیر کی تکمیل کے لئے آخری سورت والناس کی تکمیل قبرستان حقانیہ میں مولانا سمیع الحق کی قبر مبارک پر کی گئی جوان حضرات کے ذوق عالی اور والہانہ محبت کی دلیل بیّن ہے۔

قدرت حق کے اپنے فیصلے ہیں کہ ہزاروں بار خواہش کے باوجود اس تفسیر کے مؤلف ہمارے مخدوم مولانا سمیع الحق مرحوم اس کی اشاعت کا دیدار نہ کر سکے۔ مولانا محمد فہد حقانی کتنے بخت آور ہیں کہ وہ اپنی محنت کا ثمرہ کتابی شکل میں ملاحظہ کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی اور نامور علماء دین مولانا انوار الحق حقانی، مولانا عبد القیوم حقانی، مولانا محمد شاہد سہارن پوری، مولانا مفتی غلام الرحمٰن حقانی ایسے بیسیوں حضرات کی تقاریظ اس کاوش کی ثقاہت پر برہان قاطع ہیں۔

عرصہ بعد اس کتاب کے دیدار سے ایمان وروح کو ایسی بالیدگی ملی کہ مدتوں اس کی لذت سے طبیعت فرحاں رہے گی۔ متن، ترجمہ، رکوع کا خلاصہ اور جگہ جگہ تفسیری وتوضیحی ارشادات، حالات حاضرہ کی تمام جزئیات تک کا واضح حل اور حکم اس تفسیر کی خوبی ہے۔ رب کریم نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے ذریعہ اپنی مخلوق کو ابدالآباد تک کے لئے کیا ارشاد فرمایا۔ اس کا جواب یہ تفسیر لاہوری ہے۔ جو سراپا سہل انداز میں مرتب ومہذب کی گئی اور یہ کہ سلف صالحین سے لے کر آج تک تمام تفسیروں کی تائید سے مزین ہے۔

ہر بات اصلاح خلق اور اتحاد امت کی نظیر ہے، تشتت وافتراق کے شائبہ سے بھی پاک ہے۔ تفسیر قرآن مجید کی دنیا میں شاندار اور وقیع اضافہ ہے۔ پڑھیں گے تو محسوس کر لیں گے کہ قرآن مجید کا ''آسان فہم'' آپ کے قلب وجگر میں خیمہ زن ہو گیا ہے۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلٰی آلہ وصحبہ أجمعین

# یہ آشیاں کسی شاخِ چمن پہ بار نہ ہو

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

مشہور ہے کہ چند نابینا افراد کو زندگی میں پہلی بار ایک ہاتھی سے سابقہ پیش آیا، آنکھوں کی بینائی سے تو وہ سب محروم تھے، اس لئے ہر شخص نے ہاتھوں سے ٹٹول کر اس کا سراپا معلوم کرنا چاہا، چنانچہ کسی کا ہاتھ اس کی سونڈ پر پڑ گیا، کسی کا اس کے ہاتھ پر، کسی کا اس کے کان پر، جب لوگوں نے ان سے پوچھا کہ ہاتھی کیسا ہوتا ہے؟ تو پہلے شخص نے کہا کہ وہ مڑی ہوئی ربر کی طرح ہوتا ہے، دوسرے نے کہا نہیں، وہ لمبا لمبا ہوتا ہے، تیسرے نے کہا کہ وہ تو ایک بڑے سے پتے کی طرح ہوتا ہے۔

غرض جس شخص نے ہاتھی کے جس حصے کو چھوا تھا اسی کو مکمل ہاتھی سمجھ کر اس کی کیفیت بیان کر دی، اور پورے ہاتھی کی حقیقت کسی کے ہاتھ نہ آئی۔

کچھ عرصے سے ہم اسلام کے ساتھ کچھ ایسا ہی سلوک کر رہے ہیں جیسا ان نابیناؤں نے ہاتھی کے ساتھ کیا تھا، اسلام ایک مکمل دین ہے جس کی ہدایات و تعلیمات کو چھ بڑے شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، سیاست اور اخلاق۔ ان چھ شعبوں میں سے ہر ایک سے متعلق تعلیمات دین کا لازمی حصہ ہیں جسے نہ دین سے الگ کیا جا سکتا ہے، اور نہ صرف اسی کو مکمل دین کہا جا سکتا ہے، لیکن کچھ لوگوں نے دین کو صرف عقائد و عبادات کی حد تک محدود کر کے باقی شعبوں کو نظر انداز کر دیا، کسی نے معاملات سے متعلق اس کے احکام کو دیکھ کر یہ کہہ دیا کہ اسلام تو درحقیقت ایک فلاحی معیشت کا نظام ہے، کسی نے اس کی سیاسی تعلیمات کا مطالعہ کیا تو اس نے یہ سمجھ لیا کہ دین کا اصل مقصد سیاست ہے، اور باقی سارے شعبے اس کے تابع ہیں، یا محض ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔

لیکن اس سلسلے میں سب سے زیادہ پھیلی ہوئی غلط فہمی یہ ہے کہ دین صرف عقائد و عبادات کا نام ہے، اور زندگی کے دوسرے مسائل سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اس غلط فہمی کو ہوا دینے میں تین چیزوں نے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے، ایک تو عالم اسلام پر غیر مسلم طاقتوں کا سیاسی تسلط تھا جس نے دین کا عمل دخل دفتروں، بازاروں اور معاشرے کے اجتماعی معاملات سے نکال کر اسے صرف مسجدوں، خانقاہوں اور بعض جگہ دینی مدرسوں تک محدود کر دیا، اور جب زندگی کے دوسرے شعبوں میں اسلامی تعلیمات کا چلن نہ رہا تو رفتہ رفتہ یہ ذہن بنتا چلا گیا کہ دین صرف نماز روزے کا نام ہے۔

دوسرا سبب وہ سیکولر ذہنیت ہے جس نے سامراج کے زیر اثر تعلیمی اداروں نے پروان چڑھایا، اس ذہنیت کے نزدیک دین و مذہب صرف انسان کی انفرادی زندگی کا ایک پرائیویٹ معاملہ ہے، اور اُسے معیشت و سیاست اور معاشرت تک وسعت دینے کا مطلب گھڑی کی سوئی کو پیچھے لے جانے کے مرادف ہے۔

تیسرا سبب خود اپنے طرز عمل سے پیدا کیا، اور وہ یہ کہ دین سے وابستہ بہت سے افراد نے جتنی اہمیت عقائد و عبادات کو دی، اس کے مقابلے میں معاملات، معاشرت اور اخلاق کو دسواں حصہ بھی اہمیت نہیں دی۔

بہر حال! ان تینوں اسباب کے مجموعے سے نتیجہ یہی نکلا کہ معاملات، معاشرت اور اخلاق سے متعلق اسلام کی تعلیمات بہت پیچھے چلی گئیں، اور ان سے ناواقفیت اتنی زیادہ ہوگئی کہ گویا وہ دین کا حصہ ہی نہیں رہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عقائد اور عبادات دین کا جزو اعظم ہیں، ان کی اہمیت کو کسی بھی طرح کم کرنا دین کا حلیہ بگاڑنے کے مرادف ہے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بنیاد جن پانچ چیزوں پر قرار دی ہے، ان میں سے ایک کا تعلق عقائد سے، اور چار چیزوں کا تعلق عبادات سے ہے، اور جو لوگ عقائد و عبادات سے صرف نظر کر کے صرف اخلاق، معاشرت اور معاملات ہی کو سارا دین سمجھتے ہیں وہ دین کو محض ایک مادہ پرستانہ نظام میں تبدیل کر کے اس کا وہ

سارا حسن چھین لیتے ہیں جو دوسرے مادہ پرستانہ نظاموں کے مقابلے میں اس کا اصل طرۂ امتیاز ہے، اور جس کے بغیر اخلاق ، معاشرت اور معاملات بھی ایک بے روح جسم اور ایک بے بنیاد عمارت کی حیثیت اختیار کرجاتے ہیں۔

لیکن یہ بھی اپنی جگہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ دین کی تعلیمات عقائد وعبادات کی حد تک محدود نہیں ہیں اور ایک مسلمان کی ذمہ داری صرف نماز روزہ ادا کرکے پوری نہیں ہوجاتی، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں، جن میں اعلیٰ ترین شعبہ توحید کی شہادت ہے، اور ادنیٰ ترین شعبہ راستے سے گندگی دور کرنا ہے؛ بلکہ معاملات، معاشرت اور اخلاق کا معاملہ اس لحاظ سے زیادہ سنگین ہے کہ ان کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اور یہ اصول مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق توبہ سے معاف کردیتا ہے، لیکن حقوق العباد صرف توبہ اور استغفار سے معاف نہیں ہوتے۔ ان کی معافی کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو حق دار کو اس کا حق پہنچایا جائے، یا وہ خوش دلی سے معافی دیدے، لہٰذا دین کے یہ شعبے خصوصی اہتمام کے متقاضی ہیں۔

پھر معاملات، معاشرت اور اخلاق کے ان تین شعبوں میں بھی سب سے زیادہ لا پروائی معاشرت کے شعبے میں برتی جارہی ہے، معاشرتی برائیوں کا ایک سیلاب ہے جس نے ہمیں لپیٹ میں لیا ہوا ہے، اور اچھے خاصے پڑھے لکھے، تعلیم یافتہ، بلکہ ایسے دین دار حضرات بھی جو دین سے اپنی وابستگی کے لئے مشہور سمجھے جاتے ہیں اس پہلو سے اتنے بے خبر ہیں کہ ان معاشرتی خرابیوں کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔

قبل اس کے کہ میں ان معاشرتی مسائل کی جزئیات سے بحث کروں، آج کی صحبت میں یہ اصولی اشارہ مناسب ہے کہ اسلام کی ساری معاشرتی تعلیمات کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر ہے کہ: ''المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ'' ... مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں....

اسلام کی ساری معاشرتی تعلیمات اسی بنیادی اصول کے گرد گھومتی ہیں کہ ہر مسلمان اپنے ہر ہر قول و فعل میں اس بات کی احتیاط رکھے کہ اس کی کسی نقل و حرکت یا کسی انداز و ادا سے کسی دوسرے کو کسی بھی قسم کی جسمانی، ذہنی، نفسیاتی یا مالی تکلیف نہ پہنچے۔

اوپر جو حدیث لکھی گئی ہے اس میں دو نکتے قابل ذکر ہیں:

اول تو اس حدیث میں ہاتھ اور زبان کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہاتھ اور زبان کے سوا کسی اور ذریعے سے تکلیف پہنچانا جائز ہے، ظاہر ہے کہ اصل مقصد ہر قسم کی تکلیف پہنچانے سے روکنا ہے، لیکن چونکہ زیادہ تر تکلیفیں ہاتھ اور زبان سے پہنچتی ہیں، اس لئے ان کا بطور خاص ذکر کردیا گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس کا بھی یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی غیر مسلم کو تکلیف پہنچانا جائز ہے۔ چونکہ بات ایک اسلامی معاشرے کی ہورہی ہے جس میں زیادہ تر واسطہ مسلمان ہی سے پڑتا ہے، اس لئے ''مسلمان'' کا ذکر بطور خاص کردیا گیا ہے، ورنہ قرآن وحدیث کے دوسرے ارشادات کی روشنی میں یہ اصول تمام فقہاء کے نزدیک مسلم ہے کہ جو غیر مسلم افراد کسی اسلامی ملک میں امن کے ساتھ قانون کے مطابق رہتے ہوں، بیشتر معاشرتی احکام میں ان کو بھی وہی حقوق حاصل ہوتے ہیں جو ملک کے مسلمان باشندوں کو حاصل ہیں، لہٰذا جس طرح کسی مسلمان کو کوئی ناروا تکلیف پہنچانا حرام ہے، اسی طرح مسلمان ملک کے کسی غیر مسلم باشندے کو بھی ناحق تکلیف دینا حرام وناجائز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں دوسروں کو تکلیف سے بچانے کی کس قدر اہمیت تھی؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے، اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک صاحب اگلی صفوں تک پہنچنے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھ کر خطبہ روک دیا، اور ان صاحب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ، تم نے لوگوں کو اذیت پہنچائی ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی مسجد کی پہلی صف میں نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے، بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ پہلی صف میں کتنا اجر و ثواب ہے تو وہ گھٹنوں کے بل آنے سے بھی گریز نہ کریں، لیکن یہ ساری فضیلت اسی وقت تک ہے جب تک پہلی صف میں پہنچنے کے لئے کسی دوسرے کو تکلیف دینی نہ پڑے، لیکن اگر اس سے کسی کو تکلیف پہنچنے لگے تو یہ اصول سامنے رکھنا ضروری ہے کہ پہلی صف تک پہنچنا مستحب ہے،

اور دوسروں کو تکلیف سے بچانا واجب ہے، لہٰذا ایک مستحب کی خاطر کسی واجب کو چھوڑا نہیں جاسکتا۔

مسجد حرام میں طواف کرتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دینا بہت اجر وثواب رکھتا ہے اور احادیث میں اس کی نہ جانے کتنی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، لیکن ساتھ ہی تاکید یہ ہے کہ اس فضیلت کے حصول کی کوشش اسی صورت میں کرنی چاہئے جب اس سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے، چنانچہ دھکا پیل اور دھینگا مشتی کرکے حجر اسود تک پہنچنے کی کوشش کرنا نہ صرف یہ کہ ثواب نہیں ہے بلکہ اس سے الٹا گناہ ہونے کا اندیشہ ہے، اگر کسی شخص کو تمام عمر حجر اسود کا بوسہ نہ مل سکے تو ان شاء اللہ! اس سے یہ باز پرس نہیں ہوگی کہ تم نے حجر اسود کا بوسہ کیوں نہیں لیا؟ لیکن اگر بوسے لینے کے لئے کسی کمزور شخص کو دھکا دے کر تکلیف پہنچادی تو ایسا گناہ ہے جس کی معافی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک وہ شخص معاف نہ کردے۔

غرض اسلام نے اپنی تعلیمات میں قدم قدم پر اس بات کا خیال رکھا ہے کہ ایک انسان دوسرے کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنے، اسلام کی بیشتر معاشرتی تعلیمات اسی محور کے گرد گھومتی ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

تمام عمر اسی احتیاط میں گزری
یہ آشیاں کسی شاخِ چمن پہ بار نہ ہو

یہ شعر قلم پر آیا تو ذہن میں ایک عجیب واقعے کی یاد تازہ ہوگئی، میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جن کی تفسیر معارف القرآن آج ایک عالم کو سیراب کر رہی ہے) رمضان 1396ھ میں سخت بیمار اور صاحبِ فراش تھے، پورا رمضان بیماریوں کے عالم میں گزرا، رمضان کے آخر عشرے میں ایک روز فرمانے لگے: ''میرا حال بھی عجیب ہے، لوگ رمضان میں مرنے کی تمنا کرتے ہیں اور اس مقدس مہینے کی برکتوں کے پیش نظر خواہش مجھے بھی یہ ہوئی کہ موت تو آنی ہی ہے، اسی مقدس مہینے میں آجائے، لیکن میں کیا کروں کہ اس کے لئے دعا میری زبان پر نہ آسکی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی میں یہ دعا کرنا چاہتا ذہن میں یہ خیال آتا کہ اگر رمضان کے مہینے میں میری موت کا واقعہ پیش آیا تو میرے عزیزوں اور دوستوں کو بہت تکلیف ہوگی۔ صدمے کے علاوہ روزے کے عالم میں تجہیز وتکفین اور تدفین کے انتظام میں معمول سے کہیں زیادہ مشقت بڑھ جائے گی، اور اس بات پر دل آمادہ نہیں ہوتا کہ اپنی خواہش کی خاطر اپنے چاہنے والوں کو تکلیف میں ڈالا جائے، یہ کہہ کر انہوں نے یہ شعر پڑھا:

تمام عمر اسی احتیاط میں گزری
یہ آشیاں کسی شاخِ چمن پہ بار نہ ہو

(بشکریہ ماہنامہ البلاغ کراچی)

## کوٹ سلطان لیہ میں جلسہ

۲/مارچ ۲۰۲۳ء مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد فاروق اعظم میں ختم نبوت کے عنوان پر جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت استاذ القراء والحفاظ حضرت قاری عبدالغفور گورمانی مدظلہ نے کی۔ جنوبی پنجاب کے نامور نعت گو شاعر جناب اللہ نواز سرگانی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ جلسہ سے لیہ، بھکر کے مبلغ مولانا محمد ساجد، مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب کیا۔

مقررین نے اپنے بیان میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے۔ اس عقیدہ پر غیر مشروط ایمان لائے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اسلامیانِ پاکستان نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بیش بہا قربانی دے کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔

مقررین نے کہا کہ پچاس سال سے عالم کفر قادیانیوں کی پشت پناہی کرتے ہوئے ختم نبوت کے قوانین کو ختم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ مسلمانانِ پاکستان جان کی بازی لگا کر عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں گے۔

مقررین نے ایک قرارداد کے ذریعہ جنونی قادیانی وقاص نتھوکہ کو ڈپٹی ڈائریکٹر اینٹی کرپشن کو اس عہدہ سے الگ کرنے کا مطالبہ کیا۔ جلسہ رات گئے تک جاری رہ کر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے خطاب پر اختتام پذیر ہوا۔ عشاء کی نماز جلسہ کے اختتام پر ادا کی گئی۔

(مولانا محمد ساجد، مبلغ بھکر و لیہ)

# لیلۃ القدر..... ہزار مہینوں سے افضل

مولانا مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار بڑے جلیل القدر انبیاء کرام کا ذکر فرمایا، جنھوں نے ۸۰،۸۰ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی کی اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی۔ اس پر صحابہ کرامؓ کو تعجب ہوا۔ (یہ چار ہستیاں: حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت حزقیل علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام تھے) تو حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور سورۃ القدر پڑھ کر سنائی اور شبِ قدر کی خوشخبری سنائی۔

## شبِ قدر کا معنی:

قدر کا معنی ہے عظمت، بڑائی اور شرافت۔ عربی میں لیلۃ القدر یعنی قدر ومنزلت والی رات۔ علمائے کرام نے اس رات کو شب قدر کہنے کی وجہ ذکر فرمائی ہے کہ جس آدمی کی اس سے پہلے اپنی بے عملی کے سبب کوئی قدر نہ تھی، اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کر کے، رجوع الی اللہ، توبہ واستغفار کر کے اللہ کے ہاں صاحبِ قدر بن جاتا ہے۔

## فضیلت شبِ قدر:

شبِ قدر کی فضیلت کا اندازہ تو سورۃ القدر سے ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا: (۱) اس میں کلام الٰہی جیسی نعمت نازل فرمائی۔

(۲) سیّد الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی اپنی جماعت کے ساتھ روئے زمین پر عبادت گزاروں کے ساتھ مصافحہ کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

(۳) شبِ قدر کی ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو بعض چیزوں پر فضیلت اور برتری بخشی ہے۔ جیسے بارہ مہینوں میں سب سے افضل رمضان کا مہینہ ہے۔ سات دنوں میں سے جمعہ افضل ہے۔ راتوں میں سے سب سے افضل شبِ قدر ہے۔ تمام آسمانی کتابوں میں سے سب سے افضل قرآن کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے رات کو بھی مخصوص فضیلت عطا فرمائی ہے۔ جیسے شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ملاقات کا شرف بخشا اور اپنی ہم کلامی کے اعزاز سے نوازا۔ شب برأت لیلۃ البرأت ہے اور پورے سال کے امور کا تخمینہ حوالے کیا جاتا ہے۔ شبِ قدر میں اللہ تعالیٰ شانہ عبادت کی قدر و منزلت بڑھا دیتے ہیں۔ اسی طرح لیلۃ الجائزہ ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات عموماً رات کے لمحات میں ہوتی ہیں۔ تہجد گزاروں کو ولایت کا درجہ دیا جاتا ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ جس شخص نے رات کی قدر کو نہ پہچانا اور شب بیداری نہ کی وہ شب قدر کی قدر ومنزلت کو کیا پہچانے گا۔ اور جو شخص پورا سال شب بیداری اختیار کرتا ہے ان شاء اللہ! اس کو شبِ قدر کی سعادت ضرور حاصل ہوجائے گی۔

ماہ رمضان میں تہجد پڑھنا بھی آسان ہوجاتا ہے۔ سحری کے وقت اگر دو رکعت ہی پڑھ لی جائیں تو کتنا اجر وثواب حاصل ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے پورا سال تہجد نہیں چھوڑتے، مجاہدہ و ریاضت کرتے ہیں، ان کے لئے تو ہر رات شبِ قدر ہوتی ہے:

اے خواجہ چہ پُرسی ز شب قدر نشانی
ہر شب، شبِ قدر است گر قدر بدانی

احادیث میں شبِ قدر کی بڑی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ومن قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایماناً و احتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ۔“

(متفق علیہ)

ترجمہ: ”جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا ایمان کے ساتھ (شریعت کا حکم

سمجھتے ہوئے) اور ثواب کی امید کے ساتھ اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس نے رمضان کا قیام کیا ایمان کے ساتھ اور ثواب کی امید کے ساتھ اس کے پہلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جس نے شبِ قدر میں قیام کیا ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ اس کے پہلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔‘‘

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ قدر میں جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر اس شخص کے لئے جو کھڑا ہوکر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہا ہو، دعائے رحمت کرتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا تو گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی خیر سے صرف بدنصیب ہی محروم رہ سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ شبِ قدر میں وہ تمام فرشتے جن کا مقام سدرۃ المنتہیٰ پر ہے، جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ دنیا میں اترتے ہیں اور کوئی مومن (مرد یا عورت) ایسا نہیں ہوتا کہ اس کو سلام نہ کرتے ہوں۔ بجز اس شخص کے جو شراب پیتا ہو یا خنزیر کا گوشت کھاتا ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرائیل شب قدر میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین پر اترتے ہیں فرشتوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ۔ ان کے ہاتھ میں ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو وہ کعبۃ اللہ پر قائم فرمادیتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے سو پروں میں سے دو پر صرف اسی رات کھولتے ہیں جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں، پھر فرشتوں سے تقاضا فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا یا بیٹھا، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کررہا ہو اس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں۔ صبح تک یہی حالت رہتی ہے۔

**جو شخص پورا سال شب بیداری اختیار کرتا ہے انشاءاللہ! اس کو شبِ قدر کی سعادت ضرور حاصل ہوجائے گی**

جب صبح ہوجاتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں: اے فرشتوں کی جماعت چلو! فرشتے جبرائیل سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے مومنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ کیا؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرما دیا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یارسول اللہ! وہ چار شخص کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شراب کا عادی، دوسرا والدین کا نافرمان، تیسرا قطع تعلق کرنے والا اور چوتھا دل میں کینہ رکھنے والا۔

## شبِ قدر کا تعین:

شبِ قدر کے تعین کے بارے میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں اور علماء کرام کے بھی بہت سے اقوال ہیں۔ صاحبِ مظہریؒ نے اس میں علماء کے تقریباً چالیس اقوال لکھے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ شب قدر تمام سال میں دائر رہتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص تمام سال کی راتوں میں جاگے وہ شبِ قدر کو پاسکتا ہے۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ان لوگوں کا قول زیادہ صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ شب قدر تمام سال میں دائر رہتی ہے۔ اس لئے کہ میں نے دو مرتبہ اس کو شعبان میں دیکھا ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے والد حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ (از فضائل رمضان)

بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے: ’’شبِ قدر کو رمضان کے اخیر عشرہ میں تلاش کرو۔‘‘

مسلم شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ’’شب قدر کو رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔‘‘ اور طاق راتوں سے مراد آخری عشرہ کی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ کی رات ہے۔ زیادہ تر احتمال ان طاق راتوں میں ہے۔ باقی یہ جو ستائیسویں شب مشہور ہے کہ شب قدر ہے۔ یہ اس لئے کہ شب قدر اکثر اس رات میں واقع ہوتی ہے اور

اس کے بارے میں علمائے کرام کے مختلف دلائل اوراقوال بھی ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”لیلۃ القدر“ میں نوحروف ہیں اور یہ لفظ سورۃ القدر میں تین مرتبہ مذکور ہے۔نوکو تین سے ضرب دینے سے ستائیس بنتے ہیں،اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ستائیسویں شب، شبِ قدر ہے۔

## شبِ قدر مخفی ہونی کی وجہ:

بخاری شریف میں حضرت عبدہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات اس لئے باہر تشریف لائے کہ ہمیں شبِ قدر کی اطلاع دیں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہورہا تھا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں شبِ قدر کی اطلاع دینے آیا تھا مگر فلاں فلاں میں جھگڑا ہورہا تھا۔اس وجہ سے اس کی تعیین اٹھائی گئی۔ممکن ہے یہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔اس روایت سے ایک تو آپس میں جھگڑا کرنے کی نحوست معلوم ہوئی کہ نزاع محرومی کا باعث ہے۔ شبِ قدر کی تعیین اس کی وجہ سے بھلادی گئی۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ شبِ قدر کی تعیین اٹھا لیناہی شاید امت کے حق میں بہتر ہو۔

## شبِ قدر مخفی ہونے کی مصلحت:

علمائے کرام نے شب قدر کے مخفی ہونے کے بارے میں چند مصلحتیں ذکر کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) شبِ قدر مخفی ہونے کی صورت میں بہت سی راتوں میں جاگ کر عبادت کرنے کی توفیق میسر آجائے گی۔ورنہ بہت سے لوگ صرف شب قدر ہی کی عبادت کرلیا کرتے۔باقی راتوں میں عبادت کی زحمت ہی نہ کرتے۔

(۲) جتنی راتیں شب قدر کی تلاش میں صرف ہوئی ہیں ان راتوں کی عبادت کا مستقل اجروثواب ملتا ہے۔

(۳)شبِ قدر اگر متعین ہوجاتی تو چھوٹ جانے کی صورت میں محرومی کا احساس بہت زیادہ ہوتا۔مایوسی اور افسردگی کی وجہ سے بندہ دوسری راتوں میں بھی عبادت نہ کرپاتا اور یہ محرومی پر محرومی ہوجاتی۔

**شبِ قدر میں جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر اس شخص کے لئے جو کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو، دعائے رحمت کرتے ہیں**

## شبِ قدر کی علامات:

صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت منقول ہے کہ انہوں نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شب قدر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں شبِ قدر کی کچھ علامات ذکر کی ہیں۔جن میں سے:

(۱) ایک نشانی یہ ہے کہ صبح سورج جب طلوع ہوتا ہے تو اس میں روشنی نہیں ہوتی۔ چنانچہ میں نے دیکھا ہے کہ ستائیسویں شب کی صبح سورج طلوع ہوا تو اس میں روشنی نہیں تھی۔

(۲) وہ رات کھلی ہوئی، روشن، صاف شفاف ہوتی ہے۔

(۳) شب قدر کی رات معتدل ہوتی ہے نہ زیادہ سرد نہ زیادہ گرم۔

(۴) کثرت انوار کی وجہ سے چاند کھلا ہوا ہوتا ہے۔

(۵)شبِ قدر کی صبح کو سورج ہموار ٹکیہ کی طرح بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے، جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔

(۶) عبدۃ بن ابی لبابہؒ کہتے ہیں کہ رمضان کی ستائیسویں شب کو سمندر کا پانی چکھا تو بالکل میٹھا تھا۔ایوب بن خالدؒ کہتے ہیں کہ مجھے نہانے کی ضرورت ہوگئی۔میں نے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو وہ بالکل میٹھا تھا۔

(۷) مشائخ نے لکھا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے،حتیٰ کہ درخت بھی زمین پر گر جاتے ہیں، اور پھر اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

## شبِ قدر کی دعا:

”عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قلت یارسول اللہ ارأیت ان علمت ای لیلۃ لیلۃ القدر ما اقول فیہا قال قولی: اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔“ (رواہ احمد، وابن ماجۃ والترمذی)

حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر میں شب قدر کو جان لوں کہ کون سی رات ہے تو میں کیا مانگوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا سکھلائی۔☆☆☆

# نمازِ عید... ایمان افروز اجتماع

مولانا محمد ناصر خان چشتی

عید اور خوشی کا یہ دن مسلمانوں کا عظیم اور مقدس مذہبی تہوار ہے، جو ہر سال ماہِ شوال المکرم کی یکم تاریخ کو انتہائی عقیدت و احترام، جوش و جذبے اور ذوق وشوق کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ عید الفطر! دراصل تشکر و امتنان، انعام و اکرام اور ضیافتِ خداوندی کا دن ہے کہ رمضان المبارک کا تمام مہینہ عبادت و ریاضت اور روزے اور نمازِ تراویح میں مشغول رہنے کے بعد شوال کی پہلی تاریخ کو اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گزار اور اطاعت گزار بندوں کو انعام و اکرام، بے شمار رحمتیں و برکتیں، بے حساب اجر وثواب اور اپنی رضا ایسی بیش بہا دولت ونعمت عطا فرماتا ہے۔

عید الفطر! درحقیقت یوم الجائزہ اور یوم الانعام ہے، کیوں کہ اس دن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو انعام و اکرام، اجر و ثواب اور مغفرت و بخشش کا مژدہ سناتا ہے۔ عید الفطر کا دن گناہوں کی مغفرت اور نزولِ رحمتِ باری کا دن ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جب عید الفطر کی رات آتی ہے، تو اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ (یعنی انعام وکرام کی رات) لیا جاتا ہے۔ اور جب عید کی صبح ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتا ہے، وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے (جسے جنات اور انسانوں کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے) پکارتے ہیں کہ اے امت محمدیہ! اس رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو، جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے۔

جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے باری تعالیٰ! اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کو پوری مزدوری دے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں (رمضان المبارک کے روزوں اور قیام اللیل کے بدلے) اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی ہے۔

اور بندوں سے ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! مجھے میری عزت و جلال کی قسم! آج کے دن تم اپنے اجتماعِ عید میں دنیا وآخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے میں تمہیں عطا کروں گا...... میری عزت وجلال کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہارے عیوب پر پردہ ڈالوں گا اور تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہیں کروں گا، پس اب تم مغفور (بخشے ہوئے) ہو کر اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر لیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔ فرشتے آج عید کے دن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے والے اس اجر وثواب کو دیکھ کر بہت خوشیاں مناتے ہیں۔''

(الترغیب والترہیب/مجمع الزوائد)

## عید کا حقیقی مفہوم:

دینِ اسلام چونکہ ''خیر الادیان'' ہے اور امت محمدیہ ''خیر الامم'' ہے، اس لئے اس کا عید منانے کا طریقہ بھی سب سے منفرد و جدا، سب سے ممتاز، سب سے نرالا، البیلا اور سب سے بہترین و کامل ترین بلکہ فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ دین اسلام کے فطری ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اسلام زندگی کے ہر موڑ پر کامل انسانی اور فطری ہدایات دیتا ہے۔ حیات و ممات، خوشی و غمی بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں بہترین اصول دیئے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی اصول وقوانین کے لحاظ سے عید الفطر کی کیا حقیقت ہے اور ایک دوسرے کو عید کی مبارک باد پیش کرنے سے کیا مراد ہے اور عید درحقیقت کس کے لئے ہے؟ عربی کے کسی شاعر نے بہت ہی خوبصورت اور دلنشین انداز میں عید کا اسلامی مفہوم ومقصود بیان کیا ہے:

لَیسَ العِیدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیدُ
اِنَّمَاالْعِیدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِیدُ

ترجمہ: ”درحقیقت عید اس کی نہیں ہے جس نے نئے کپڑے پہن لئے بلکہ عید تو درحقیقت اس کی ہے جو عذابِ الٰہی سے ڈر گیا۔“

یعنی عید اس شخص کی نہیں ہوتی جو صرف نئے اور جدید لباس پہن لے، خوشبو لگالے، زیب و زینت کرلے اور مختلف انواع و اقسام کے کھانے وغیرہ سے لطف اندوز ہوجائے، بلکہ عید تو اس شخص کی ہے جس نے تقویٰ و پرہیز گاری کو اختیار کیا اور اپنے اعمال صالحہ کی بدولت اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ جس نے رمضان المبارک کی رحمتوں اور سعادتوں سے اپنے نامۂ اعمال کو لبریز کیا ہو اور حقوق اللہ وحقوق العباد کو پورا کر کے سعادت دارین کو پالیا ہو، حقیقی عید تو ایسے شخص کے لئے ہے۔

عید کے دن لوگ کاشانۂ خلافت فاروقی پر حاضر خدمت ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دروازہ بند کرکے زار وقطار رو رہے ہیں، لوگوں نے عرض کی: اے امیرالمؤمنین! آج تو عید کا دن ہے اور خوشی ومسرت منانے کا دن ہے، یہ خوشی کی جگہ رونا کیسا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ”ھٰذَا الْیَوْمُ الْعِیْدُ وَھٰذَا الْیَوْمُ الْوَعِیْدُ“

یعنی اے لوگو! یہ عید کا دن بھی ہے اور وعید کا دن بھی ہے۔ آج جس خوش نصیب کے نماز اور روزے مقبول ہوگئے ہیں، بلاشبہ اس کے لئے آج عید کا دن ہے، لیکن آج جس کے نماز اور روزوں کو مردود (غیر مقبول) کر دیا گیا ہو، اس کے لئے آج وعید کا دن ہے اور میں تو اس خوف سے ڈر رہا ہوں کہ ...... انا لا ادری امن المقبولین، امن المطرودین......یعنی مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں مقبول ہوا ہوں یا رد کردیا گیا ہوں۔

یعنی درحقیقت عید تو ان خوش نصیب مسلمانوں کے لئے ہے، جنہوں نے اس پورے ماہِ مقدس کا صحیح معنوں میں احترام کیا اور اس کے دنوں کو روزوں میں اور راتوں کو قیام وسجود اور عبادت وریاضت میں گزارا اس لئے یہ عید ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزدوری اور انعام واکرام ملنے کا دن ہے۔

## اسلام کا فلسفۂ عید الفطر:

قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ قومیں اور امتیں بھی عید منایا کرتی تھیں۔ کسی خاص دن خوشی اور مسرت کا اہتمام کر کے عید منائی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی قوم بھی ایک خاص دن عید وخوشی منایا کرتی تھی۔ اور اس دن شہر سے باہر ایک کھلے میدان میں تین دن تک میلہ لگاتے تھے، جہاں لوگ اپنے اپنے انداز میں خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ ہر قوم کا خوشی منانے کا دن اور عید منانے کا اپنا اپنا طریقہ ہوتا تھا، مگر حضور تاج دارِ ختم نبوت پیغمبر انقلاب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد عید اور خوشی منانے کا انداز اور طریقہ ہی بدل گیا۔

اسلام سے قبل عیدوں میں لہو ولعب، کھانا پینا اور کھیل کود ہوتا تھا اور اب عید میں نمازِ دوگانہ اور ذکر الٰہی ہوتا ہے۔۔۔۔ پہلے عیدوں میں غریبوں کو دور کیا جاتا تھا اور اب غریبوں کو گلے لگایا جاتا ہے۔۔۔۔ پہلے عیدوں میں فضول خرچی اور خرافات ہوتی تھیں اور اب عید کے دن صدقہ و خیرات اور فطرانہ ادا کیا جاتا ہے۔

## ادائے صدقہ فطر:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خوشی کی وہ تقریب جس میں غریب اور نادار لوگوں کو شریک نہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ اور اسلام کی نظر میں وہ سخت ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ ”روزوں کی عبادت اس وقت تک زمین وآسمان کے درمیان معلق (لٹکی ہوئی یعنی بارگاہِ خداوندی میں غیر مقبول) رہتی ہے جب تک کہ صاحب نصاب مسلمان صدقہ فطر ادا نہیں کرلیتا۔“

(صحیح مسلم/ جامع ترمذی)

اسی طرح ایک اور حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”صدقہ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لئے اور مسکینوں کی روزی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔“ (سنن ابی داؤد)

صدقہ فطر کی ادائیگی سے اہل ایمان کو دو فائدے حاصل ہوتے ہیں، روزہ کی حالت میں جو خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں، صدقہ فطر کے ذریعے روزہ ان سے پاک ہوجاتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی مدد ہوجاتی ہے اور وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہوجاتے ہیں۔

صدقۂ فطر ادا کرنے والے شخص کو جس قسم کی گندم یا آٹا خود استعمال کرتا ہے اس کے سوا دو کلوگرام یا اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ واضح

رہے کہ صدقۂ فطر کے واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا یا بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔

صدقہ فطر! نمازِ عید سے پہلے پہل ادا کر دینا چاہیئے کہ یہی سنت ہے لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے نمازِ عید سے پہلے ادا نہیں کرسکا تو عمر بھر اس کی ادائیگی کا وقت ہے، جب بھی ادا کرے گا، واجب ساقط اور صدقہ فطر ادا ہو جائے گا لیکن مسنون اور بہتر یہ ہے کہ صدقہ فطر نمازِ عید سے پہلے ہی ادا کر دینا چاہیئے بلکہ ہو سکے تو رمضان المبارک کے مقدس ومتبرک مہینے میں ادا کردے کہ اس کا اجروثواب بے حدوبے حساب ہوگا اور دوسرا یہ کہ صدقہ فطر کی ادائیگی سے غریب اور نادار لوگ بھی اپنی عید کے لئے خاطر خواہ سامان کرسکیں گے۔

## صدقہ فطر میں تنوع/اقسام:

جس طرح قربانی کے جانوروں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنوع کو مشروع و مسنون فرمایا۔اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر میں بھی تنوع کو مشروع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم ایک صاع (چارکلوگرام) طعام یا ایک صاع (چارکلو) کھجوریں یا ایک صاع (چارکلو) جَو یا ایک صاع (چارکلو) کشمش صدقہ فطر ادا کرتے تھے۔جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو گندم آگیا اور انہوں نے کہا کہ میری رائے میں نصف صاع (دوکلو) گندم ان کے چارکلو کے برابر ہے۔

(صحیح بخاری،سنن ابوداؤد،سنن ترمذی)

علامہ غلام رسول سعیدی تفسیر''تبیان القرآن''میں رقم طراز ہیں کہ''جس طرح قربانی کے جانوروں میں تنوع ہے اور ان کی کئی اقسام ہیں،اس طرح صدقہ فطر میں بھی تنوع ہے اور اس کی کئی اقسام ہیں اور جو لوگ (مال ودولت کے حساب سے) جس حیثیت کے ہوں وہ اسی حیثیت سے صدقہ فطر ادا کریں،مثلاً جو کروڑ پتی لوگ ہیں وہ چارکلو پنیر کے حساب سے صدقہ فطر ادا کریں اور جو لکھ پتی ہیں وہ چارکلو کشمش کے حساب سے اور جو ہزاروں روپے کی آمدنی والے ہیں وہ چارکلو کھجور اور سینکڑوں کی آمدنی والے دوکلو گندم کے حساب سے صدقہ فطر ادا کریں۔

(تفسیر تبیان القرآن: جلد7 صفحہ 761)

## نمازِ عید اور فرزندانِ اسلام کا عظیم اجتماع:

عید کے دن تمام صاحبان ایمان مساجد اور عیدگاہوں میں حاضر ہوکر اپنے رب تعالیٰ کے حضور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نمازِ عید ادا کرتے ہیں اور اشکِ ندامت بہا کر اپنے گناہوں،خطاؤں اور لغزشوں سے توبہ کرتے ہیں اور اپنے ملک وقوم کی سلامتی واستحکام اور بقاء کے لئے اور ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق، امن و سلامتی اور خوشحالی کے لئے دعائیں مانگتے ہیں اور نمازِ عید کا یہ منظر کتنا ایمان افروز اور روح پرور ہوتا ہے کہ آج کے عظیم دن میں خصوصاً نماز عید میں امت مسلمہ کا اخوت و بھائی چارہ اور مسلم برادری کا عظیم الشان منظر پیش ہوتا ہے جس میں تمام اہل ایمان کا رنگ ونسل کے فرق وامتیاز کے بغیر بڑا ایمان افروز اور روح پرور اجتماع ہوتا ہے اور اس میں امیر وغریب، حاکم ومحکوم، شاہ وگدا سب کے سب اکٹھے ہوکر نماز عید ادا کرتے ہیں اور ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں اور ایک ہی وقت میں سب کی زبان پر ایک ہی کلمہ...... ایک ہی تلاوت...... ایک ہی ذکر......ایک ہی تسبیح وتحمید اور ایک ہی دعاء ہوتی ہے......امتِ مسلمہ اجتماع عید کے موقع پر اپنے خالق و مالک کے حضور سر بہ سجود ہوکر اطاعت و بندگی کی عملی تصویر پیش کی جاتی ہے۔

## اجتماعِ نمازِ عید اور اتحاد واتفاق کا درس:

عیدالفطر کا عظیم تہوار وسیع پیمانے پر اخوت وبھائی چارے اور اتحاد واتفاق کا درس دیتا ہے۔ اسی اتحاد وا تفاق سے مسلمانوں کے قلوب و اذہان کو معمور کرنے کے لئے آج کے مبارک اور عظیم دن نمازِ عید کے اجتماع کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ اجتماع ہزاروں، لاکھوں افراد کا اجتماع ہوتا ہے جو صرف ایک امام کی آواز پر سب کے سب بلاچوں وچرا حرکت کرتا ہے۔صرف ایک امام کی آواز پر سب کے سب رکوع وسجود کرتے ہیں اور اٹھتے بیٹھتے ہیں جسمانی ہم آہنگی کے اس دل کش اور دل آویز نظارے میں بڑی لذت اور بڑا کیف وسرور حاصل ہوتا ہے۔

آیئے......! آج عید کے مبارک دن کے اس عظیم اجتماع میں ہم اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور خلوص دل سے یہ عزمِ مصمم کریں کہ آج سے ہمارا جو بھی قدم اٹھے گا، آج سے ہماری جو بھی آواز اٹھے گی آج سے ہم جو بھی کام کریں گے، وہ اسلام کی سربلندی، امت مسلمہ کے اتحاد واتفاق اور خصوصاً اپنے ملک وملت اور قوم ومعاشرہ کی بہتری اور استحکام کے لئے کریں گے اور آج سے ہم اپنے درمیان پھیلی ہوئی ہر قسم کی نفرتوں، اختلافات اور لسانی ومسلکی تعصّبات کو ختم کریں

گے اور اتحاد واتفاق، مساوات اور بھائی چارے کو فروغ دیں گے اور ہر قدم پر محبتوں کے چراغ جلائیں گے۔

## نمازِ عیدالفطر کی ادائیگی:

یکم شوال المکرم 2ہجری کو عیدالفطر کے موقع پر ''نمازِ عید'' کا آغاز کیا گیا۔ فقہ حنفی کے مطابق نمازِ عید ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر نمازِ جمعہ فرض ہے۔ نمازِ عید بغیر اذان و اقامت کے پڑھی جاتی ہے اور اس کا وقت چاشت سے لے کر نصف النہار شرعی تک ہے۔ عیدالفطر کی نماز تاخیر سے پڑھنا اور نمازِ عیدالاضحیٰ جلدی سے پڑھنا مستحب ہے اور اس میں نمازِ عید کے بعد دو خطبے پڑھنا بھی سنت ہیں۔ اسی طرح فقہائے احناف کے نزدیک نمازِ عید میں چھ زائد تکبیریں پڑھنا واجب ہیں۔ اس کے علاوہ نمازِ عیدالفطر سے پہلے کچھ کھا پی لینا بھی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

## عید کے سنن وآداب:

عیدالفطر کے دن حسبِ ذیل کام کرنا سنت اور مستحب ہیں۔

(۱) حجامت بنوانا، (۲) ناخن ترشوانا، (۳) مسواک کرنا، (۴) غسل کرنا، (۵) نئے یا صاف ستھرے کپڑے پہننا، (۶) خوشبو لگانا، (۷) عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز (طاق عدد میں) کھانا، (۸) نمازِ عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا، (۹) صبح کی نماز مسجد میں پڑھ کر عیدگاہ چلے جانا، (۱۰) راستے میں تکبیرات تشریق پڑھنا، (۱۱) عیدگاہ آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا، (۱۲) خوشی ومسرت کا اظہار کرنا، (۱۳) آپس میں عید کی مبارک باد دینا۔

## عیدگاہ آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا:

مسنون یہ ہے کہ جس راستے سے نمازِ عید پڑھنے کے لئے عیدگاہ جائے تو نمازِ عید پڑھ کر اس راستے کے بجائے دوسرے راستے سے گھر آئے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن (عیدگاہ آتے جاتے) راستہ تبدیل فرماتے تھے۔'' (صحیح بخاری، مشکوٰۃ المصابیح)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ راستہ تبدیل کرنے میں چند حکمتیں یہ ہیں:

☆...... دونوں راستے نمازی کی عبادت اور ذکر کی گواہی دیں۔

☆...... ان راستوں کے رہنے والے جن وانس اس کے ذکر اور عبادت کیلئے گواہ ہوں۔

☆...... دونوں راستوں کو ''جائے عبادت'' کی گزرگاہ بننے کی فضیلت حاصل ہو۔

☆...... دونوں راستوں پر شعائر اسلام کا اظہار ہو۔

☆...... متعدد جگہوں پر ذکر الٰہی کا اظہار ہو۔

☆...... دونوں طرف کے رہنے والے رشتہ داروں اور دوست واحباب سے ملاقات ہوجائے۔

☆...... راستے میں اگر قبرستان ہو تو قبروں کی زیارت کا موقع بھی حاصل ہوجائے۔

☆...... دو راستے اختیار کئے جائیں تا کہ زیادہ محنت ومشقت کرنے سے زیادہ اجر وثواب حاصل ہو۔

☆...... نمازِ عید کے لئے جانے والے نمازیوں کے ذکر سے دونوں راستوں کے بے نمازیوں کے ضمیر پر ضرب لگے اور انہیں یہ خیال آئے کہ ایک یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے جا رہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ جنہیں سال کے بعد بھی نماز پڑھنے کا ہوش نہیں ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی تمام عبادتوں، حاجات اور دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں اپنی رحمت کاملہ اور اپنے حبیب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے قبول فرمائے اور ہم سب کو نیک اعمال کرنے کی توفیق اور طاقت وہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆ ............................ ☆☆

## کوٹ ادو میں مجلس کے عہدیداران کا انتخاب

۳/مارچ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹ ادو کے زعماء کا اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست: مولانا محمد اشفاق مہتمم جامعہ مظاہر العلوم، مولانا محمد عمر قریشی مہتمم دارالمبلغین،
امیر: مولانا مفتی محمد عبداللہ خان، ناظم اعلیٰ: مولانا مفتی محمد ادریس شیرازی، ناظم تبلیغ: مولانا محمد عارف،
ناظم نشرواشاعت: مولانا محمد طاہر انجم، خازن: چوہدری عبدالخالق، معاون: محمد ریاض۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

"صُوَرٌ مِنْ حَیَاةِ الصَّحابة" زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہم کی

# حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔" (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر) مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

غفار کا قبیلہ ودّان کی وادی میں آباد تھا جو مکہ کو باہر کی دنیا سے جوڑتی تھی۔ قبیلۂ غفار کی گزر بسر کا دارومدار ان کی بخششوں اور عطیات پر تھا جو شام کی طرف آتے جاتے قریشی تجارتی قافلوں سے انہیں حاصل ہوتی تھیں بارہا ایسا بھی ہوتا تھا کہ اگر یہ قافلے ان کی مرضی کے مطابق انہیں مال نہ دیتے تو یہ انہیں بے دریغ لُوٹ لیا کرتے تھے۔

جُندب بن جُنادہ جو عام طور سے اپنی کنیت ابوذر کے ساتھ مشہور ہیں، اسی قبیلے کے ایک فرد تھے مگر وہ اپنی شجاعت ودلیری، حلم ودانشمندی اور دُور اندیشی وبالغ نظری کی بنا پر ان میں سب سے ممتاز تھے، وہ اپنے ابنائے قبیلہ میں اس لحاظ سے بھی امتیازی خصوصیت کے مالک تھے کہ وہ ان بتوں سے سخت بیزار اور دل برداشتہ تھے جن کو ان کے قبیلے نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنا معبود بنا رکھا تھا۔ عرب میں پایا جانے والا دینی بگاڑ اور فرسودہ عقیدہ انہیں سخت ناگوار تھا۔ وہ کسی نئے نبی کے منتظر تھے جو لوگوں کی عقل وذہن کو مطمئن کر دے اور انہیں تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

ابوذر کے پاس، جبکہ وہ اپنی بستی میں تھے، مکہ میں ظاہر ہونے والے نئے نبی کی خبریں پہنچیں تو انہوں نے اپنے بھائی انیس کو بلا کر کہا:

"پیارے بھائی! تم مکہ چلے جاؤ اور اس شخص کے حالات معلوم کرو جو اس بات کا دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور اس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ اس سے اس کی باتیں سنو اور یہ ساری معلومات میرے پاس لاؤ۔"

انیس مکہ پہنچے وہاں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے ان کی باتیں سنیں اور اپنے قبیلے میں واپس آ گئے۔ ابوذر، جو بڑی بے چینی کے ساتھ ان کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے، ان سے ملے اور بڑے اشتیاق سے نئے نبی کے حالات دریافت کئے۔ انیس نے انہیں بتایا: اللہ کی قسم! میں ایک ایسے شخص سے ملا ہوں جو مکارم اخلاق کی دعوت دیتا ہے اور ایسا کلام سناتا ہے جو شعر وشاعری سے بہت بلند چیز ہے۔ ابوذر نے پوچھا: "لوگ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟" انیس نے جواب دیا: "کہتے ہیں کہ یہ جادوگر ہے، کاہن اور شاعر ہے۔" "اللہ کی قسم! تمہاری باتوں سے میرا اطمینان نہیں ہوا، نہ میری وہ ضرورت پوری ہوئی جس کے لئے میں نے تم کو بھیجا تھا۔ میں خود وہاں جا کر براہ راست اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم میری غیر موجودگی میں میرے اہل وعیال کی کفالت کی ذمہ داری سنبھال سکتے ہو؟" ابوذر نے پوچھا: "انیس نے کہا: "ٹھیک ہے میں یہ ذمہ داری بخوشی ادا کروں گا۔ آپ جائیے۔ مکہ والوں سے محتاط رہیے گا۔

ابوذر نے زادِ راہ کا انتظام کیا اپنے ساتھ ایک چھوٹا سا پانی کا برتن لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے مکہ کی سمت چل پڑے، وہ مکہ پہنچ گئے مگر دل ہی دل میں ڈر رہے تھے، ان کو معلوم تھا کہ قریش اپنے معبودوں کی حمایت میں سخت غیظ وغضب میں بھرے ہوئے ہیں انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ وہ ہر اس شخص کو سخت اور عبرتناک سزا دیتے ہیں جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اتباع کا خیال بھی اپنے دل میں لاتا ہے۔ اس لئے انہوں

نے کسی سے ان کے بارے میں پوچھنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ جس شخص سے وہ پوچھیں گے وہ ان کو ماننے والوں میں سے ہوگا یا مخالفین میں سے۔

رات کو وہ مسجد ہی میں لیٹ گئے اتفاقاً ادھر سے جناب علی رضی اللہ تعالی عنہ کا گزر ہوا تو ایک غریب الوطن پردیسی سمجھ کر انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ رات انہوں نے ان کے گھر میں گزاری اور صبح کو اپنی چھاگل اور سامان کا تھیلا اٹھا کر مسجد میں واپس آ گئے۔ اس دوران ان دونوں میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا۔ ابوذر نے دوسرا دن بھی اسی طرح گزار لیا اور انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوسکیں، رات کو وہ پھر مسجد میں ہی لیٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا تو انہوں نے ان سے کہا: ''کیا تمھیں ابھی تک اپنی منزل معلوم نہیں ہوئی؟'' وہ پھر ان کو اپنے ساتھ لے گئے اور انہوں نے دوسری رات بھی ان کے یہاں بسر کی۔ آج بھی دونوں خاموش رہے لیکن تیسری رات سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے مکہ آنے کا سبب دریافت کیا، تو ابوذر نے کہا:

''اگر وعدہ کرو کہ مجھے مطلوب تک پہنچا دو گے تو میں اپنے آنے کی غرض بتا سکتا ہوں'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وعدہ کرنے پر انہوں نے کہا:

''میں دور دراز سے قطع مسافت کر کے نئے نبی سے ملنے اور ان کا پیغام معلوم کرنے کے لیے آیا ہوں'' یہ سن کر جناب علی رضی اللہ تعالی عنہ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور بولے کہ ''واقعی وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ............ ایسے ہیں، اور وہ...... ایسے ہیں، دیکھو صبح کو میں جدھر جاؤں میرے پیچھے پیچھے چلے آنا اگر میں تمہارے لئے کوئی خطرہ محسوس کروں گا تو اس طرح کھڑا ہو جاؤں گا جیسے پانی گرا رہا ہوں اور جب چلنے لگوں تو میرے پیچھے لگ جانا اور جہاں جاؤں چلے آنا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوقِ دیدار اور ان پر نازل شدہ وحی کو سننے کی آرزو میں انہوں نے پوری رات جاگتے ہوئے کاٹی، صبح کو جناب علی رضی اللہ تعالی عنہ اپنے مہمان کو ساتھ لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف مڑے بغیر چلتے رہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو ابوذر نے کہا: **السلام علیک یارسول اللہ!** و **علیک السلام ورحمتہ و برکاتہ** ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا۔

اس طرح ابوذر پہلے شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلامی طریقے سے سلام کیا اور بعد میں سلام وتحیۃ کا یہی طریقہ مسلم معاشرے میں عام ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اسلامی دعوت رکھی اور قرآن کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا اور انہوں نے کسی پس وپیش کے بغیر کلمہ حق کا اعلان کر دیا اور اپنی جگہ چھوڑنے سے پہلے نئے دین میں داخل ہو گئے۔ وہ مسلمان ہونے والے چوتھے یا پانچویں شخص تھے قبول حق کی اس سنہری داستان کی بقیہ تفصیل انہی سے سنئے:

''اس کے بعد کچھ دنوں تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں مقیم رہا اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کی تعلیم دی اور قرآن پڑھنا سکھایا پھر فرمایا: ''مکے میں کسی شخص کو اپنے مسلمان ہونے کی خبر نہ ہونے دینا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تم کو قتل کر دیں گے'' لیکن میں نے کہا کہ ''جب تک مسجد حرام میں جا کر قریش کے سامنے دعوتِ حق کا برملا اظہار نہ کر لوں مکہ نہیں چھوڑ سکتا'' اس کے بعد میں مسجد میں گیا اس وقت قریش کے لوگ بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر بآواز بلند کہا ''قریش کے لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔'' جوں ہی میری آواز ان کے پردہ سماعت سے ٹکرائی وہ سب بری طرح دہشت زدہ ہو گئے، تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھے اور یہ کہتے ہوئے میرے اوپر پل پڑے: ''مارو اس بے دین کو'' اور مجھے بری طرح زدوکوب کرنے لگے۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا محترم عباس بن عبد المطلب کی نظر پڑی انہوں نے مجھے پہچان لیا اور ان سے بچانے کے لیے میرے اوپر جھک گئے پھر ان کو ڈانٹتے ہوئے کہا:

''تمہارا برا ہو، تم! قبیلہ غفار کے ایک آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو؟ جبکہ تمہارے تجارتی قافلے ان کی طرف سے ہو کر گزرتے ہیں؟'' تب جا کر انہوں نے مجھے چھوڑا۔

جب میرے ہوش وحواس بجا ہوئے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ درگت دیکھ کر پیار بھرے لہجے میں فرمایا: ''کیا میں نے تم کو اپنے اسلام کے اعلان سے منع نہیں کیا تھا؟'' میں نے عرض کیا: ''یہ میرے دل کی ایک خواہش تھی جو پوری ہوگئی۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیتے ہوئے فرمایا:

''اپنے قبیلے میں جاؤ جو کچھ یہاں دیکھا اور سنا ہے انہیں بتاؤ اور ان کو اللہ کی طرف بلاؤ، ممکن ہے کہ اللہ تعالی تمہارے ذریعہ سے ان کو فائدہ پہنچائے اور

تمہیں اس کا اجر عنایت فرمائیں اور جب سن لینا کہ میں غالب آ گیا ہوں تو میرے پاس چلے آنا۔‘‘

جب میں اپنے قبیلے میں واپس آیا تو میرا بھائی انیس مجھ سے ملا اور پوچھا کہ آپ نے کیا کیا؟ میں نے اس کو بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر کے مسلمان ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو قبول اسلام کے لئے کھول دیا۔ انہوں نے کہا مجھے آپ کے دین سے کوئی اختلاف نہیں ہے میں بھی اس میں داخل ہوتا اور اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہم اپنی ماں کے پاس گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں کے دین پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں بھی مسلمان ہوتی ہوں اور اسی روز سے اس مسلمان گھرانے نے قبیلۂ غفار میں دعوت الی اللہ کا کام شروع کر دیا۔ ان کی دعوتی جدوجہد کے نتیجے میں بنوغفار کی ایک بڑی اکثریت دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی۔ اور ان کے اندر نماز کا شوق بیدار کیا گیا، البتہ ان کے کچھ افراد نے کہا کہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئیں گے تو اسلام قبول کریں گے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ’’غفارُ غفر اللہ لھا و اسلم سالمھا اللہ۔‘‘ ’’اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اسلم کو سلامت رکھے۔‘‘

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قبیلے میں سکونت پذیر رہے یہاں تک کہ بدر، احد اور خندق کے معرکے گزر گئے۔ پھر وہ مدینہ میں منتقل ہو گئے اور ہر طرف سے کٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو رہے، چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے متمتع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سعادت سے بہرہ مند ہوتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں دوسروں پر ترجیح دیتے تھے۔ جب بھی ملاقات ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مصافحہ کرتے ہوئے اپنی مسرت وشادمانی کا اظہار فرماتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب مدینہ منورہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرکشش شخصیت اور نورانی مجالس سے خالی ہو گیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے وہاں ٹھہرنے کا یارا نہ رہا، چنانچہ وہ شام کے ایک گاؤں میں چلے گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت تک وہی مقیم رہے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں وہاں سے منتقل ہو کر دمشق میں سکونت اختیار کر لی وہاں انہوں نے دیکھا کہ مسلمان عموماً دنیا طلبی میں منہمک اور عیش وعشرت میں غرق اور آخرت سے غافل ہیں۔ اس بدلی ہوئی صورت حال کو انہوں نے بڑی شدت سے محسوس کیا۔ سختی سے اس کا نوٹس لیا اور بڑے تند وتیز لہجے میں اس پر اعتراضات کرنے لگے۔ لوگ ان کے اس رویے سے تنگ آ گئے۔ بات عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی۔ انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں طلب کر لیا، خلیفہ کی طلبی پر وہ مدینہ چلے گئے لیکن وہاں بھی وہ اسی صورت حال کا سامنا کر رہے تھے جس سے دمشق میں ان کو سابقہ پیش آ چکا تھا۔ وہاں بھی لوگوں کو دنیا کی طرف مائل دیکھ کر بہت جلد بددل ہو گئے اور لوگ بھی ان کی سخت گیری اور تلخ وتند باتوں سے بیزار ہو گئے، آخر کار حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ’’ربذہ‘‘ چلے جانے کا حکم دیا ربذہ مدینہ کی ایک مضافاتی بستی تھی وہاں منتقل ہو گئے اور لوگوں سے دور، دنیاوی ساز وسامان سے بے نیاز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے اس طریقے پر چلتے ہوئے زندگی بسر کرنے لگے جو انہوں نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے ہوئے اختیار کیا تھا۔

ایک مرتبہ ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ ان کے گھر میں چاروں طرف اپنی نظریں دوڑاتا رہا، جب اس کو وہاں کوئی سامان نظر نہیں آیا تو ان سے پوچھا: ’’ابوذر! آپ کا سامان کہاں ہے؟‘‘ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ’’وہاں آخرت میں ہمارا ایک گھر ہے ہم اپنے اچھے اور بیش قیمت سامان وہیں بھیج دیتے ہیں۔‘‘ اس آدمی نے ان کی بات سمجھتے ہوئے کہا: ’’پھر بھی جب تک آپ اس دنیا میں رہیں، زندگی گزارنے کے لیے کچھ سامان تو ضروری ہے۔‘‘ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ’’لیکن گھر کا مالک ہم کو یہاں نہیں چھوڑے گا‘‘ ایک دفعہ شام کے گورنر نے اس ہدایت کے ساتھ ان کے پاس تین ہزار دینار بھیجے کہ ’’انہیں اپنی ضروریات پر خرچ کریں۔‘‘ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر رقم واپس کر دی کہ ’’کیا شام کے گورنر کو مجھ سے زیادہ ذلیل کوئی شخص نہیں ملا تھا۔‘‘

ہجرت نبی کے بیسویں سال گردش زمانہ کے ہاتھوں نے اس عابد وزاہد صحابی کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جس سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ’’ما اقلت الغبراء ولا اظلت الخضراء من رجل اصدق من ابی ذر‘‘ ’’زمین کی پشت پر اور آسمان کے زیر سایہ کوئی شخص ابوذر سے زیادہ سچا نہیں ہے۔‘‘ ☆☆☆

# عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور خواتین کا کردار

مولوی محمد یوسف ڈیروی

مسلمان عورت اپنے مقام سے بے خبر کیسے ہوسکتی ہے؟ وہ جانتی ہے کہ بیٹی کی صورت میں وہ رحمت ہے، بہن کی صورت میں مستحق شفقت اور بیوی کی صورت میں عزت اور سراپا عظمت ہے، اور ماں ہو تو اس کے قدموں تلے جنت ہے۔

عورت وہ ہے کہ دین اسلام جس کے مقام کا محافظ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ کے سنہرے دور میں اس نے اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھر ہی کو اپنی جنت سمجھا، شیطانی افکار ونظریات کے سبز باغوں میں اچھل کود کی بجائے اپنی تمام تر دلچسپیوں کا مرکز گھر ہی کو تصور کیا، لیکن جب کبھی اسلام یا اسلامی ریاست کو خطرہ لاحق ہوا، تو پھر اسی عورت نے اس کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کیا۔

تحریک ختم نبوت 1953ء کے دوران ایسی ہی ایک ماں نے کہا تھا: ”میں نے تمہیں اسی دن کے لیے دودھ پلایا تھا، جاؤ آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر قربان ہوکر اس دودھ کا قرض چکاؤ، جاؤ میں تمہاری شادی اس دنیا میں نہیں آخرت میں کروں گی، تمہاری بارات میں آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کروں گی، جاؤ جاکر دیوانہ وار شہید ہوجاؤ، تاکہ میں فخر کرسکوں کہ میں شہید ختم نبوت کی ماں ہوں۔“ سعادت مند ماں کا بیٹا بھی نیک بخت تھا کہ ماں کے حکم پر آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر قربان ہوگیا، جب لاش لائی گئی تو گولی کا کوئی ایک زخم پشت پر نہ تھا۔

تحریک ختم نبوت 1953ء ہی کے دوران مولانا تاج محمود رحمہ اللہ جامع مسجد کچہری فیصل آباد میں شمع رسالت کے پروانوں کے ایک جم غفیر کے سامنے قادیانی گروہ اور اس کے کفریہ عقائد وعزائم کے تحفظ اور سرپرستی پر حکومت وقت کی طرف سے کیے گئے اقدامات کے خلاف لوگوں کو سول نافرمانی کی ترغیب دے رہے تھے۔ مولانا تاج محمود رحمہ اللہ کے الفاظ مسجد کی سیڑھیوں کے نزدیک کھڑی ایک عاشق رسول ماں بھی ہمہ تن گوش ہوکر سن رہی تھی، شدت جذبات سے مغلوب ہوکر وہ مجمع کو چیرتی ہوئی آگے بڑھی اور گود میں موجود بچے کو منبر کے نزدیک جاکر (جہاں مولانا کھڑے تقریر کررہے تھے) مولانا کی طرف اچھال دیا اور کہا: ”مولانا! میرے پاس ایک یہی سرمایہ ہے، اسے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے لیے قبول فرمائیں“ یہ کہہ کر وہ واپس پلٹی، اس منظر کو دیکھ کر سارا مجمع دھاڑیں مار کر رونے لگا، خود مولانا کی آواز گلوگیر اور رندھی ہوئی تھی۔ فرمایا: لوگو! اس بی بی کو جانے نہ دینا، اسے واپس بلاؤ، چنانچہ خاتون کو بلایا گیا، تو مولانا نے فرمایا: بی بی سب سے پہلے گولی تاج محمود کے سینے سے گزرے گی، پھر میرے اس بیٹے (اپنے قدموں میں بیٹھے اپنے اکلوتے بیٹے طارق محمود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کے سینے سے، پھر اس مجمع کے تمام لوگ گولیاں کھائیں گے اور جب یہ سب قربان ہو جائیں، تو اس بچے کو لے آنا اور اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان کردینا، اور یہ کہہ کر وہ بچہ اس عورت کے حوالہ کردیا۔

شاعر ختم نبوت جناب سید محمد امین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے جیل میں گزرے ایام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ ایک دن جیل کا سپاہی میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا: "آپ کو دفتر میں سپرنٹنڈنٹ صاحب بلا رہے ہیں، میں دفتر پہنچا تو دیکھا والدہ صاحبہ، میری اہلیہ اور بیٹے سلمان گیلانی، جس کی عمر اس وقت سوا یا ڈیڑھ سال تھی، سمیت وہاں موجود ہیں۔ والدہ محترمہ مجھے دیکھتے ہی اٹھیں اور سینے سے لگا لیا، ماتھا چومنے لگیں، حال احوال پوچھا، ان کی آواز گلوگیر تھی، سپرنٹنڈنٹ نے محسوس کرلیا کہ وہ رو رہی ہیں، میرا بھی جی بھر آیا، آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے، یہ منظر دیکھ کر سپرنٹنڈنٹ نے موقع غنیمت جانا اور کہا: ”اماں جی! آپ رو رہی ہیں؟“ یہ کہہ کر اس نے ایک فارم آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ بیٹے سے کہیں کہ اس پر دستخط کردے (یہ عہد نامہ تھا کہ آئندہ تحریک ختم نبوت کا حصہ نہیں بنوں گا) یہ اس پر

دستخط کردے تو آپ اسے ساتھ لے جائیں، ابھی معافی مل جائے گی۔ سید امین گیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی خود کو سنبھال ہی رہا تھا کہ اسے جواب دے سکوں، کہ والدہ صاحبہ تڑپ کر بولیں: ''کیسے دستخط؟ کہاں کی معافی؟ میرا رونا تو مادرانہ شفقت کی وجہ سے ہے، ورنہ ایسے دس بیٹے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر قربان کر دوں اور پروا بھی نہ کروں۔'' یہ سن کر سپرنٹنڈنٹ شرمندہ ہوگیا اور میرا سینہ ٹھنڈا ہوگیا۔

ایک خاتون فرماتی ہیں کہ میری یہ بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ فخر موجودات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک تخت پر تشریف فرما ہیں، قریب سے چند قادیانیوں کا ایک گروہ گزرا (جن میں میرے قریبی رشتہ دار بھی شامل تھے) تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اچانک کھڑے ہوگئے اور فرمایا: ''ہمارا اس گروہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس گروہ کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں!''

ہر مسلمان کو ان کی مکارانہ سازشوں، نام نہاد اخلاق اور مرتدانہ سرگرمیوں سے بچنا چاہیے اور ان کا مکمل سماجی بائیکاٹ کرکے انہیں یہ احساس دلانا چاہیے کہ وہ ملت اسلامیہ کا حصہ نہیں بلکہ علیحدہ ہیں، جو خوش نصیب لوگ اس محاذ پر کام کر رہے ہیں میں ان کے لیے دعا گو ہوں۔

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں، فرمایا: تحریک مقدسہ کے دوران ایک عورت اپنے خاوند کو روکتی تھی کہ تحریک میں شامل نہ ہو، لیکن حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا خواب میں تشریف لائیں اور نہایت غصے سے فرمایا: ''میرے ابا جی کی عزت کا مسئلہ ہے اور تم اپنے خاوند کو روکتی ہو؟''☆

## آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کورس، چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام قیام پاکستان کے متصلاً بعد تحفظ ختم نبوت کورس کا آغاز کر دیا گیا۔ یہ کورس ملتان، سرگودھا، چنیوٹ اور دیگر کئی شہروں میں ہوتا رہا۔ کورس کے پہلے اساتذۂ کرام فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ تھے۔ مذکورہ بالا اساتذۂ کرام سے ہزارہا علمائے کرام نے ردِ قادیانیت وعیسائیت پر تربیت حاصل کی، اندرون و بیرون ملک قادیانیوں اور عیسائیوں کا ناطقہ بند کئے رکھا۔

راقم نے فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے ۱۹۷۶ء مطابق ۱۳۹۶ھ کے آخر میں تربیت حاصل کی۔ یہ کورس ایک عرصہ تک ملتان میں ہوتا رہا جب ربوہ کھلا شہر قرار دیا گیا اور اللہ پاک کے فضل وکرم سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنا سب ہیڈ کوارٹر اسے بنایا۔ مدرسہ اور دفتر نے کام شروع کیا تو یہ کورس چناب نگر منتقل کر دیا گیا۔ کورس جن دنوں میں شروع ہوا تو اس کے اولین اساتذۂ کرام میں محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مناظر اعظم حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ، حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، حضرت مولانا خدا بخش سرفہرست رہے۔

وقت تحریر کورس کے انچارج حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ ہیں، آپ کی نگرانی میں کورس امسال ۲۵/فروری ۲۰۲۳ء کو شروع ہوکر ۱۹/مارچ کو ختم ہوا۔ کورس میں قادیانی شبہات کے جوابات تین جلد سبقاً پڑھائی جاتی ہیں۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ کورس کے آغاز سے ہر روز صبح آٹھ سے نو بجے تک حیات عیسیٰ علیہ السلام بعد ازاں تحریک ہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کے پیش منظر، مطالبات اور مطالبات کے تسلیم ہونے اور قادیانیوں کے عمومی اور نئے اشکالات پر لیکچر دیتے ہیں، امسال بھی دیتے۔

مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے ۲۵/فروری سے ۲/مارچ تک حیات عیسیٰ علیہ السلام اور عیسائیوں کے نظریات پر لیکچر دیئے، ۴/مارچ سے ۹/مارچ تک محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا توصیف احمد کے اسباق ہوئے۔ فاضل نوجوان مولانا فضل الرحمٰن منگلا پروجیکٹر کے ذریعہ مستقل لیکچر دیتے رہے۔ عمومی انتظامات مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کی نگرانی میں مولانا محمد الیاس الرحمٰن، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا صغیر احمد نے سرانجام دیئے۔

جناب محمد متین خالد، مولانا زاہد الراشدی، مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز، مولانا مفتی محمد حسن، قاضی ہارون الرشید راولپنڈی اور دیگر علمائے کرام نے شرکت کی۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاعِ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے زیراہتمام ’’آل پنجاب سالانہ تحریری مقابلہ‘‘ منعقد کیا گیا۔عنوان تھا: ’’صحابہ کرامؓ کا دفاعِ ختم نبوت‘‘ اس عنوان پر دینی مدارس، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبا وطالبات نے حصہ لیا۔ان مضامین سے چند منتخب اور معیاری مضامین یہاں شائع کئے جارہے ہیں۔

عبدالحفیظ شاہد، واہ کینٹ

چشمِ فلک نے ایسے مناظر بہت کم دیکھے ہوں گے کہ وقت کا خلیفہ اپنے آقا ﷺ کی محنت سے کمائے ہوئے ساتھیوں کو یمامہ کی طرف روانہ کر رہا ہے۔ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ’’لوگو! مدینہ میں کوئی مرد نہ رہے، اہل بدر ہوں یا اہل احد سب یمامہ کا رخ کرو۔‘‘

صحابہ کرام نے امیرالمومنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے گھر بار کو چھوڑا۔ اپنی بیوی اور بچوں کو الوداع کہا اور نبی کریم ﷺ، خاتم النبین ﷺ، شفیع المذنبین ﷺ، انیس الغریبین ﷺ کے ختمِ نبوت کے دفاع کے لئے اپنی جانیں وارنے کے لئے گھروں سے روانہ ہوئے۔

مسلمانوں کے پہلے خلیفہ، امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مُسَیلمہ کذّاب اوراس کے ماننے والوں سے جنگ کے لئے صحابیِ رسول حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں 24 ہزار کا لشکر بھیجا جس نے مُسَیلمہ کذّاب کے 40 ہزار کے لشکر سے جنگ کی، تاریخ میں اسے ’’جنگِ یمامہ‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس جنگ میں 1200 مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ جبکہ مُسَیلمہ کذّاب سمیت اس کے لشکر کے 20 ہزار لوگ ہلاک ہوئے اور اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب فرمائی۔

اعداد کے حساب سے اگر دیکھا جائے تو بدر، احد، خندق، خیبر، موتہ وغیرہ میں صرف 259 صحابہ کرام شہید ہوئے تھے، جبکہ ختم نبوت کے دفاع میں 1200 صحابہ کرامؓ نے جانوں کے نذرانے پیش کئے۔

چشمِ فلک نے ایک عجیب نظارہ دیکھا کہ جب یمامہ کے میدان میں بارہ سو صحابہ کرام یہ کوئی دنیا کے لئے فدا ہونے والے عشاق نہیں تھے۔ یہ تو سوہنے کملی والے ﷺ کے نعلین مبارک کی حرمت کی تقدیس کے لئے قربان ہوجانے والے وہ اعلیٰ وارفع لوگ ہیں جنہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آغوش نبوت میں لے کر پروان چڑھایا۔ یہ باغ نبوت کے وہ قیمتی نقوش تھے جن کو آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں اور تعلیمات نے سینچا تھا۔ ان کے سینوں میں ایمان اور قرآن خود رسول خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم نے اتارا تھا۔ اے زمین ذرا خیال رہے کہ یہ شہید ہونے والے کوئی عام لوگ نہیں ہیں بلکہ ان میں سے

## ختم نبوت کانفرنس، شورکوٹ

جامع مسجد فاروقیہ شورکورٹ میں ۹/ مارچ کو ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی کے استاذ مولانا محمد ساجد مدظلہ نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما محمد اسماعیل شجاع آبادی، معروف سیاسی راہنما مولانا آصف معاویہ سیال اور دیگر علمائے کرام نے خطاب کیا۔ چوکیرہ سرگودھا کے معروف نعت گو شاعر امین برادران نے اپنے نعتیہ کلام سے خوب سماں باندھا۔ جامع مسجد میں حفظ وناظرہ کی کلاس باقاعدگی سے جاری ہے۔ حفظ وناظرہ، قرآن پاک کی تکمیل کرنے والے سات طلبہ کرام کی دستار بندی کی گئی اس موقع پر مولانا شجاع آبادی نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے ۱۹۵۳ء اور بعد کی تحریکوں میں امت کی عظیم الشان قربانیوں کا تفصیلی بیان کیا۔ مولانا شجاع آبادی، رانا اشفاق احمد کی دعوت پر شریک کانفرنس ہوئے۔ جامعہ کے بانی مولانا بشیر احمد خاکیؒ، نامور مجاہد عالم دین تھے، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر مولانا زاہد انور مدظلہ نے مدرسہ کا نظم سنبھالا ہوا ہے۔ (محمد اسامہ پسروری)

سات سو حفاظ قرآن ہیں۔ ستر بدری صحابہؓ ہیں جو کفر و اسلام کے پہلے معرکہ ''غزوۂ بدر'' میں اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لے کر رسول اکرم کے پرچم تلے میدان بدر میں اترے تھے۔

مشہورِ زمانہ انصار کے سردار ثابت بن قیسؓ ہاں وہی جس کی بہادری کے قصے عرب وعجم میں مشہور تھے وہ اکیلا ہزاروں کے لشکر میں گھس گیا اور اس وقت تک لڑتا رہا جب تک اس کے جسم پر کوئی ایسی جگہ نہ بچی جہاں شمشیر و سناں کا زخم نہ لگا ہو۔

منکرین ختم نبوت کے قلعے میں جانے کا جب کوئی راستہ نہ ملا تو جناب براء بن مالکؓ نے درخواست کی کہ مجھے اٹھا کر اس قلعے میں پھینک دو میں تمہارے لئے دروازہ کھولوں گا۔ انہوں نے قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہو کر منکرین ختم نبوت کے اس لشکر جرار کو دیکھا اور پھر تن تنہا اس قلعے میں چھلانگ لگا دی۔ اور پھر مسلمانوں نے منکرین ختم نبوت کو کاٹ کر رکھ دیا۔

نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے میں اسود عنسی نامی شخص نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا، سرکارِ دو عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کے شر و فساد سے لوگوں کو بچانے کے لئے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ اسے نیست و نابود کر دو۔ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اُس کے محل میں داخل ہو کر اُسے قتل کر دیا۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے مدینہ منورہ میں مرضِ وصال کی حالت میں صحابۂ کرام کو یہ خبر دی کہ آج اسود عنسی مارا گیا اور اسے اس کے اہلِ بیت میں سے ایک مبارک مرد فیروز نے قتل کیا ہے، پھر فرمایا: فَازَ فَیْرُوز یعنی فیروز کامیاب ہو گیا۔

اللہ پاک نے حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دنیا میں تمام انبیا و مُرسلین کے بعد سب سے آخر میں بھیجا اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم فرمادیا۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے یا حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت ملنا ناممکن ہے، یہ دینِ اسلام کا ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ جس کا انکار کرنے والا یا اس میں ذرہ برابر بھی شک و شبہ کرنے والا کافر و مرتد ہو کر دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ عقیدۂ ختمِ نبوت صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین، علمائے کاملین اور تمام مسلمانوں کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے۔

انیسویں صدی کے آخر میں بے شمار فتنوں کے ساتھ ایک بہت بڑا فتنہ ایک خود ساختہ نبوت ''قادیانیت'' کی شکل میں ظاہر ہوا۔ علمائے کرام نے اس کے کفر کو امت مسلمہ پر بے نقاب کیا اور اس کا علمی تعاقب کرتے ہوئے میدانِ عمل میں نکلے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری اس کے ایمان کا تقاضا، آخرت میں حصول جنت اور شفاعتِ رسول کا ذریعہ ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، یہ محفوظ ہے تو پورا دین محفوظ ہے۔ قرون اولیٰ سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کفر ہے، امام اعظم امام ابوحنیفہ کا تو یہ فتویٰ ہے کہ حضور خاتم الانبیا کے بعد مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنا یا معجزہ مانگنا بھی کفر ہے۔

☆☆ ............................ ☆☆

## تحفظ ختم نبوت کانفرنس، چیچہ وطنی

چیچہ وطنی (مبلغ مولانا محمد سلمان) مولانا مفتی عثمان غنی متحرک اور فعال عالم دین تھے۔ چند ماہ پہلے ان کا انتقال ہوا۔ ان کی یاد میں ۴/مارچ مغرب کی نماز کے بعد تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مفتی ظفر اقبال نے کی۔ کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد سلمان، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، سابق ایم پی اے مولانا محمد الیاس چنیوٹی، جمعیت علمائے اسلام لاہور کے راہنما مولانا نصیر احمد احرار، مولانا محمد صفدر میاں چنوں، جماعت اسلامی کے تبلیغی راہنما جناب حق نواز درانی، اہلحدیث راہنما مولانا محمد اکرم ربانی اور علمائے کرام نے خطاب کیا، جبکہ نعتیہ کلام مولانا شاہد عمران عارفی، جناب مبشر صائم نے پیش کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ مقررین نے قادیانیوں کی ملک دشمنی اور سامراج دوستی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مصور پاکستان جناب علامہ محمد اقبالؒ نے کہا تھا کہ قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں۔ ان کی ملک دشمنی کے واقعات سے تاریخ بھری ہوئی ہے۔ مقررین نے کہا کہ مسئلہ کشمیر قادیانیوں کا پیدا کردہ ہے۔ قادیانیوں نے تقسیم کے وقت علیحدہ میمورنڈم پیش کر کے گورداسپور انڈیا کے پلڑا میں ڈال دیا۔ انڈیا کے لئے کشمیر کے لئے واحد زمینی راستہ گورداسپور سے ہو کر جاتا ہے۔ مقررین نے مولانا مفتی عثمان غنی کو ان کی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔

### مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

# دعوتی و تبلیغی اسفار

**دارالعلوم ربانیہ پھلور میں حاضری:** مرید والا سے اگلا اسٹاپ بستی ریاض المسلمین پھلور کا تھا۔ دارالعلوم بہت قدیم مدرسہ ہے، جس کی بنیاد ۱۹۴۰ء میں رکھی گئی۔ اس وقت مدرسہ کی ۹۲ شاخیں ہیں، جن میں ہزاروں طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ یہاں زیر تعلیم رہے، اس وقت مدرسہ کا اہتمام و انصرام حضرت مولانا محمد امین ربانی مدظلہ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۶/فروری ظہر کی نماز جامعہ میں ادا کی۔

**العصر تعلیمی مرکز پیر محل:** العصر کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد شیراز مدظلہ ہیں جو استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے چہیتے شاگردوں میں سے ہیں۔ انتظام و انصرام قابل رشک ہے۔ ۱۶/فروری ظہر کی نماز کے بعد تعلیمی مرکز میں حاضری ہوئی، بانی مرکز سے ملاقات نہ ہوسکی، وہ اپنی والدہ محترمہ کو چیک اپ کے لئے لاہور لے گئے تھے۔ مدرسہ کے استاذ حضرت مولانا محمد مجاہد اور بانی مرکز کے فرزند ارجمند سے ملاقات ہوئی، مبلغ صاحب کا تعارف کرایا۔

**جامع مسجد بلال غلہ منڈی ٹوبہ ٹیک سنگھ:** جامع مسجد اہل حق کا قدیمی مرکز ہے، مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ ایک عرصہ تک گرجتے و برستے رہے۔ تقریباً نصف صدی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ دبنگ انسان تھے، جنوری ۲۰۲۱ء کو انتقال فرمایا۔ آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر کے ایک عرصہ تک ناظم رہے۔ ٹوبہ منتقل ہونے کے بعد مجلس کے ناظم اعلیٰ بعدازاں امیر بنے۔ تحریک ہائے ختم نبوت ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء میں والہانہ اور قائدانہ کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپؒ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا سعد اللہ لدھیانوی سلمہ مجلس کے امیر اور جامع مسجد بلال کے خطیب مقرر ہوئے۔ ۱۶/فروری مغرب، عشاء اور صبح کی نمازیں مسجد بلال میں ادا کیں۔ ۷/فروری صبح کی نماز کے بعد سیرت امیر معاویہ پر درس و بیان کی سعادت حاصل ہوئی۔

**خانقاہ حبیبیہ شاہ جمالیہ نوتک:** خانقاہ کے بانی حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالیؒ فاضل دارالعلوم کبیروالا تھے۔ آپ نے نوتک راجن پور پر برلب روڈ ادارہ اور خانقاہ قائم کی۔ موصوف ہمارے استاذ جی حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے شاگردوں میں سے تھے جبکہ اصلاحی تعلق اوراجازت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ چکوال سے تھی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا اسعد حبیب مدظلہ آپ کے جانشین مقرر ہوئے، ہر سال تین روزہ اجتماع منعقد کرتے ہیں۔ امسال یکم تا ۳/مارچ کو اجتماع منعقد کیا۔ راقم کو ۲/مارچ کو حاضری اور بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

**مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن کوٹ سلطان:** مدرسہ کے بانی استاذ القرأ قاری عبدالغفور گورمانی مدظلہ ہیں۔ آپ نے ناگفتہ بہ حالات کے باوجود مدرسہ جاری رکھا۔ آج یہ ادارہ ضلع لیہ کے مرکزی اداروں میں شمار ہوتا ہے۔ جہاں دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں، نیز یہ ادارہ تجوید وقرأت کا مرکز ہے۔ مدرسہ کا آغاز مولانا قاری عبدالغفور گورمانی نے ۱۹۹۵ء میں کیا۔ مدرسہ میں ۱۳۵ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں پونے پانچ سو طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ یہ تعداد مسافروں کی ہے، مقامی ان کے علاوہ ہیں۔ ۳/مارچ صبح کی نماز سے پہلے ضلعی مبلغ مولانا محمد ساجد سلمہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور پر گفتگو کی۔ راقم نے صبح کی نماز کے بعد اسی موضوع پر تفصیلی بیان کیا۔

**مکہ مسجد کوٹ ادو میں خطبہ جمعہ:** مکہ مسجد کے امام جناب عبدالستار تھے اور کمیٹی کے منتظم حاجی چوہدری عبدالرزاق تھے۔ موخرالذکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹ ادو کے امیر بھی تھے۔ ان کی خواہش پر سال میں ایک جمعہ راقم ان کی مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیتا ہے۔ چند ماہ قبل دونوں تھوڑے وقفہ سے وفات پاگئے ان کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ ۳/مارچ جمعہ کی نماز سے پہلے راقم نے بیان کیا، جبکہ مولانا محمد ساجد سلمہ نے عربی خطبہ دیا اور جمعہ کی نماز کی امامت کی۔ ڈاکٹر عبدالشکور عظیم چلڈرن اسپیشلسٹ اور ان کی اہلیہ محترمہ بھی امور خواتین میں مہارت رکھتی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالشکور سے تقریباً تیس سال سے یاد اللہ ہے۔کوٹ ادو سے فراغت کے بعد ان کی کلینک پر چند منٹ قیام کیا۔

**جامعۃ السراج میں قیام:** جامعہ کے بانی مولانا مفتی ظفر اقبال ہیں جو تقریباً چالیس سال جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے ناظم اعلیٰ رہے۔ ۲۰۱۳ء میں آپ نے چیچہ وطنی میں جامعۃ السراج کے نام سے ادارہ کی بنیاد رکھی۔ جامعہ دس کنال سات مرلے زمین پر قائم ہے۔ جامعہ میں درجہ عالیہ تک اسباق کا سلسلہ جاری رہا۔ شوال المکرم سے دورۂ حدیث شریف کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ موصوف سے بہت پرانا تعلق ہے، ہمارا رات کا قیام جامعۃ السراج میں رہا۔ جامعہ میں گزشتہ تعلیمی سال میں ۱۵۰ مسافر طلبہ رہے، جبکہ پندرہ اساتذۂ کرام تعلیم و تربیت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔

**مدرسہ تبلیغ القرآن للبنات میں:** بنات اور خواتین کا کورس جاری ہے۔ یہ مدرسہ جامعہ اشرفیہ کے عقب میں فاضلیہ کالونی میں واقع ہے، جس کا سنگ بنیاد عالمی تبلیغی جماعت کے سابق امیر حضرت حاجی عبدالوہابؒ، موجودہ امیر حضرت مولانا نذر الرحمٰن دامت برکاتہم اور حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جانؒ نے ۲۰۰۲ء میں رکھا۔ اس ادارہ کے بانی جامعہ اشرفیہ کے فاضل مولانا غلام اللہ خان مدظلہ ہیں۔ ادارہ میں ۶ معلمات، ۵ معلمین کی نگرانی میں ۹۵ مسافر بچیاں، ۱۵۰ مقامی بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ ناظرہ کا شعبہ علیحدہ ہے، ۲۷ر فروری کو فہم دین کورس کا آغاز محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کیا، آپ نے عقیدہ ختم نبوت سے متعلق بنیادی باتیں سمجھائیں۔ نیز بنات سے کہا گیا کہ دینیات کی تعلیم کے حصول کے بعد آپ کے ناتواں کندھوں پر ایک بوجھ آ جائے گا کہ آپ نے قرآن وسنت کے مطابق خود بھی اپنی زندگی گزارنی ہے اور اپنے خاندانوں کو دین پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرنا ہے۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست بھی منعقد ہوئی۔ بنات کے تحریری سوالات کے جوابات دیئے گئے یہ سلسلہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔

**جامعہ علوم عربیہ للبنین والبنات سلطان پورہ:** جامعہ کا آغاز ۲۰۰۱ء میں امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کی سرپرستی میں ہوا۔ اس ادارہ میں قرأت قرآنی کی تصحیح اور بنیادی اسلامی عقائد کی پختگی، خواتین کی عملی اور سماجی زندگی میں شریعت اسلامیہ کے مطابق راہنمائی، دین و دنیا کے حسین امتزاج پر مبنی ماحول، طلبہ و طالبات کو تقویٰ، اخلاص، اور دینی اقدار سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ ادارہ مختلف شعبہ جات میں بنین و بنات کی راہنمائی میں مصروف ہے۔ شعبان و رمضان کی چھٹیوں میں مختلف عنوانات پر دورے کرائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کورسز میں ایک کورس عقیدہ ختم نبوت اور اس کے متعلقہ مباحث پر جاری ہے۔ ۲۸ر فروری کو مولانا عبدالنعیم، مولانا قاری محمد صدیق توحیدی کی معیت میں حاضری ہوئی۔ راقم نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایک گھنٹہ لیکچر دیا۔

**وقاص نثوکہ کے خلاف اجلاس:** لاہور، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں کا اجلاس میاں رضوان نفیس کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ اجلاس میں مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق، مولانا محمد اشرف گجر، مولانا سمیع اللہ اور مولانا عبدالنعیم نے شرکت کی۔ اجلاس میں مشہور خاندانی قادیانی وقاص الحسن نثوکہ کو محکمہ اینٹی کرپشن میں افسر متعین کرنے کی پُرزور مذمت کی گئی کہ کرپشن کے دلدادہ کو اینٹی کرپشن کا ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل متعین کرنا بدترین قادیانیت نوازی ہے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۲۸ر فروری کو تمام مکاتب فکر کے راہنماؤں کا اجلاس بلا کر اس سلسلہ میں احتجاج کا فیصلہ اور اس کا طریقہ کار وضع کیا جائے گا۔ جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی جنرل سیکریٹری مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہ لاہور ڈویژن کے دورہ پر ہیں۔ ان سے ملاقات کر کے کردار ادا کرنے کی درخواست کی جائے۔ چنانچہ ۲۷ر فروری مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا خالد محمود، مولانا محمد اشرف گجر، مولانا عبدالنعیم اور راقم الحروف پر مشتمل ایک وفد مولانا حیدری مدظلہ کو ملا اور انہیں صورت احوال سے آگاہ کیا۔ مولانا حیدری مدظلہ نے کہا کہ میں آج ہی نگران وزیر اعلیٰ کو مل کر آیا ہوں، اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا تو انہیں اس اہم مسئلہ کی سنگینی کی طرف متوجہ کرتا۔ بایں ہمہ میں مزید وزیر اعلیٰ اور متعلقہ اتھارٹی سے کہوں گا۔ نیز مولانا حیدری نے فرمایا کہ میں نے وزیر اعلیٰ کو جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے نام دیئے کہ یہ حضرات قومی، سیاسی، دینی مسائل میں آپ سے ملتے رہیں گے۔ مولانا حیدری سے وفد جامعہ مدنیہ کریم پارک میں ان کے دفتر میں ملا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ جماعتی امور پر ان سے گفتگو ہوئی۔ وفد نے جامعہ کے مہتمم مولانا سید رشید میاں استاذ الحدیث مولانا نعیم الدین سے بھی ملاقات کی۔

# تعاون کی اپیل

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے

## عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کو دیجئے

اپیل کنندگان

# تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہوکر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کئے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس ...... چناب نگر میں ایک سالہ ختم نبوت تخصص کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ میٹرک، ایف اے...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... تحریک ختم نبوت 10 جلدیں...... محاسبہ قادیانیت 25 جلدیں

☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

## عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

اکاؤنٹ نمبرز

1127-01010015785 مسلم کمرشل بینک ملتان

0038-01034640 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ ملتان

پیر طریقت رہبر شریعت حافظ حضرۃ مولانا محمد ناصر الدین خان خاکوانی ولی کامل صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ نقشبندی مجددی

صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ ولی ابن ولی نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب مدظلہ العالی مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اسلام آباد 0334-5082180 | راولپنڈی 0304-7520844 | سیالکوٹ 0300-7442857 | گوجرانوالہ 0302-5152137 | لاہور 0300-4304277 0300-4918840 | سرگودہا 0301-6361561 | چناب نگر 0301-7972785 0301-6395200 | جھنگ 0303-2453878 | خانیوال 0301-7819466 | چیچہ وطنی 0300-7832358 | بہاولنگر 0333-6309355 |
| بہاولپور 0300-6851586 | میرپورخاص 0334-3463200 | رحیم یار خان 0301-7659790 | سکھر 0302-3623805 | اوکاڑہ قصور 0300-6950984 | فیصل آباد 0301-7224794 | حیدرآباد 0300-8775697 | شیخوپورہ 0300-5598612 | کوئٹہ 2841995 0331-3064596 | گجرات 0300-8032577 | کراچی 32780337 |